ان الدین عند اللہ الاسلام

بحمد اللہ الملک العلام کہ درین ایام برکت التیام

رسالہ ہدایت انضمام مفید خاص و عام

موسوم بہ

شریعۃ الاسلام

CHECKED 1996

تالیف فاضل امجد جناب المولوی السید محمد صاحب دام معالیہ

ولد سرکار شریعتمدار آقا نجم العلما دام ظلہ العالی

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

در مطبع نور المطابع لکھنو مطبوع گردد

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَام

بحمد اللہ الملک العلام کہ درین ایام برکت التیام

رسالۂ ہدایت انضمام مفید خاص و عام

موسوم بہ

شریعۃ الاسلام

تالیف فاضل مجید جناب المولوی السید محمد صاحب دام معالیہ

ولد سرکار شریعتمدار آقا نجم العلما دام ظلہ العالی

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالکِ مطبع

در مطبع نور المطابع لکھنؤ مطبوع گردید

HYDERABAD STATE LIBRARY
Checked
1987
17297

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الطاہرین ؕ
جو شخص عقل و فہم رکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا مین ایک وقت اُسکا
نام و نشان بھی نہ تھا پھر کسی با اثر قوت نے اُسکو عدم کے پردے سے نکال کر
ہستی کے لباس سے آراستہ کر دیا۔

اور یقینی بات ہے کہ یہ کام خود اُسکا نہین ہے اسلیے کہ بحالت عدم کسی مین
کسی طرح کی قدرت نہین ہوتی اور وجود کی حالت مین اپنی ذات کو موجود
کرنا بے معنی ہے اور اسی کو تحصیل حاصل کہتے ہین جو محال ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اسکا وجود کسی دوسرے کی تاثیر سے ہوا ہے
پھر وہ مؤثر (اثر کرنے والا) اگر اسی کے مثل ہے یعنی وہ بھی کسی دوسرے کے
اثر سے پیدا ہوا ہے تو اُسکے وجود مین بھی یہی کلام ہوگا یہان تک کہ بالضرور
ماننا پڑے گا کہ اسکی ذات کے علاوہ اور مغائر اور اُس سے بالاتر کوئی مافوق
العادۃ چیز ہے جسنے اُس شخص کو معدوم سے موجود کیا۔

اس حد تک پہونچکر اُس وجود مین لانے (پیدا کرنے) والی چیز کی تشخیص مین

اختلاف پڑگیا کہ وہ کیا ہے۔
کسی نے کہا کہ وہ نیچر (طبیعت) ہے کوئی کہتا ہے کہ دہر ہے کوئی کہتا ہے
کہ مادہ ہے جو سب مین پایا جاتا ہے۔ کسی نے دو چیزون کو خالق مانا اور
کسی نے تین چیزون کو کسی نے اس سے بھی زیادہ کو۔ کوئی قائل ہوا کہ
ایک ایسی ذات ہے جو ان سب سے منزّہ و مبّرا ہے اور تمام کمالات اُس مین
پائے جاتے ہین اور جملہ نقائص سے بری ہے اور وہ ایسا صاحب قدرت
واختیار ہے جسنے مادہ کو بھی پیدا کیا ہے اور نیچر (طبیعت) کو بھی پیدا
کیا ہے وہی دہر کا خالق ہے۔ وہ قدیم بالذات ہی۔ کسی کو اُسکے قِدم مین
شرکت نہین۔ وہ وحدہٗ لاشریک (اکیلا) ہے۔ وہ قادر ہے جسکی قدرت
سے کوئی مقدور چیز خارج نہین اور نام پاک اُسکا اللہ ہے۔
خلاصہ یہ کہ جو لوگ نیچر (طبیعت) یا مادہ کو خالق عالم سمجھے وہ نہ کسیکو معبود
سمجھتے ہین نہ کسی کی عبادت واطاعت کے قائل ہین۔
جنھون نے واجب الوجود ذات کو خالق عالم مانا خواہ تنہا خواہ اُسکے ساتھ
کسی کو شریک مان کر وہ لوگ اہل مذہب کہے جاتے ہین۔ اُن مین کا
ہر ایک فرقہ ایک خاص عقیدے کا اعتقاد رکھنے والا اور ایک خاص
طرح کی عبادت کا پابند اور ایک خاص شریعت کا پیرو ہے اور ہر ایک
فرقے کا ایک خاص نام ہے۔
سب سے پہلے ہمین یہ مرحلہ طے کرنا ہوگا کہ عقل کے نزدیک مذہب کی
پابندی مین نجات کی توقع ہے یا مذہبی قیود سے آزاد رہنے مین؟

ہلکو غور کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ جبتک کسی قوم کے لیے کوئی
بادشاہ اور قانون سیاسی نہو (جو اُسے مفاسد سے بچاتا رہے اور مصالح
کا پابند رکھے) اُسوقت تک وہ قوم امن و امان کے ساتھ زندگی بسر نہین
کرسکتی اور اُنکے مال وجان وآبرو خطرے سے محفوظ نہین رہ سکتی۔
لیکن اس انتظام کا اثر مخفی امور تک نہین پہونچتا مثل اسکے کہ کوئی چھپاکر
کسی کو قتل کرڈالے یا کسی کا مال چرالے یا کسی کی ناموس کی پردہ دری
کرے یا دیگر جرائم قانونی کو کسی مکان مین بند ہوکر بجالائے تو بادشاہ
وقانون اُسکے حق مین سب بیکار ہوگیا اور حقیقی امن وامان حاصل نہوئی۔
لہذا عقل و اہل عقل کے نزدیک ایک ایسے سلطنتی نظام کی ضرورت لازم
ہوئی جسکا اثر ظاہر و باطن دونون پر پڑے اور اُسکی ہیبت خلوت و تنہائی
مین بھی اُسی طرح ہو جس طرح ظاہری مقامات مین ہوتی ہے بلکہ کبھی زیادہ۔
اور اِس نظام (قانون) کے مالک و مدبّر کو ہر طرح کی جزا اور سزا پر اقتدار
اور ہر جزئی وکلّی امور کے اسرار پر واقف تسلیم کیا جائے۔ یہ امور بغیر
مذہب کی پابندی کے حاصل نہین ہوسکتے۔
انسان کو جسطرح ارتکاب جرائم کے وقت قانون سلطنت ظاہری اُمور مین
روکتا ہے اُسی طرح پابند مذہب کو ظاہری و باطنی جرائم کے ارتکاب سے
مذہبی قانون مانع رہتا ہے۔
جو مذہب کا پابند نہین نہ اُسکے افعال پر اعتماد ہوسکتا ہے نہ معاملات پر
اُسکے وثوق۔

بغیر مذہبی پابندی کے نہ تو نسب محفوظ رہ سکتا ہے نہ رشتۂ قرابت نہ محبت پر بھروسہ نہ دشمنی کا اعتبار ہو سکتا ہے نہ پادشاہ مطمئن ہو سکتا ہی نہ رعیت
اگر اب بھی مذہبی پابندی کی خوبی مین شک رہ گیا ہو تو ایک ولی خدا جامع امور حکمیہ کا قول ملاحظہ ہو جو ایک دہریے سے ارشاد ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ " اے دہریے اگر تیرا قول صحیح ہے اور معبود و عبادت جزا و سزا حشر و نشر جنت و نار کچھ نہین ہے تو اسیقدر فرق ہوگا کہ ہماری زحمت مذہبی پابندی کی فضول و بیکار ہوگی اور بعد موت ہم اور تم دونون نابود و فنا ہو کر مساوی ہو جائین گے لیکن اگر ہمارا قول صحیح ہے اور امور مذکورہ واقعی ہین تو بتا کہ تیرا کیا انجام ہوگا "
نتیجہ یہ ہے کہ پابندی مذہب مین کچھ زحمت تو ضرور ہے اور راحت و آزادی مین کچھ خلل بھی ضرور پڑتا ہے لیکن بہت بڑے ضرر مظنون سے تحفظ ہے اور لامذہبی مین خطرہ موجود ہے اور عقل سلیم بتاتی ہے کہ ہر ضرر مظنون سے تحفظ واجب و لازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ لامذہبی قبیح ہے اور اسمین ضرر ہے جس سے بچنا عقلاً واجب و لازم ہے -
جب مذہب کی خوبی عقل سے ثابت ہو گئی تو ایک دوسرا مرحلہ عظیم پیش آتا ہے کہ دنیا مین مذاہب بکثرت ہین اور ہر صاحب مذہب اپنے ہی مذہب کو صحیح کہتا ہی اور دوسرون کو باطل -
پس مذہب اختیار کرنے کے بعد بھی یہ اشتباہ رہجاتا ہے کہ شاید کوئی دوسرا مذہب صحیح ہو اور جسکا مین پابند ہون یہ باطل ہو اور مواخذے کا

اندیشہ بدستور قائم رہتا ہے۔
اِس کھٹکے کے دور کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے کچھ اُصول ہوتے ہین جنپر اُسکا دار و مدار ہوتا ہے اور کچھ فروع ہوتے ہین جو اُصول کے تسلیم کرنے کے بعد قابل عمل ہوتے ہین۔ اُن اُصول کو عقل کی میزان مین جانچ لینا چاہیے اور جس مذہب کے اُصول اس ترازو مین پورے اُترین اور سنجیدہ اور بے عیب نظر آئین اُسی کو حق مانا جائے اِسکے بعد فروع مین چون و چرا کرنا بالکل لغو اور فضول رہجائے گا اور اُن سب کو بغیر حجت و تکرار کے مان لینا پڑے گا۔

اسلام اور دیگر مذاہب کے اُصول کا مقابلہ

اِسوقت ہم اسلام کو ایک جانب رکھتے ہین اور دیگر مذاہب عالم کو ایک جانب اور اسلام کے اُصول کو میزان عقل مین بمقابلہ دیگر مذاہب کے جانچنے اور اُصول اسلام کو بموجب طریقۂ فرقۂ امامیہ تحریر کرتے ہین اسلیے کہ دوسرے اسلامی فرقونکا طریقہ اس باب مین صاف نہین جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا پھر سب سے مقدم خالق و معبود کے اعتقاد پر نظر ڈالتے ہین اور اُسکی ذات و صفات کی تحقیق کرتے ہین
اِسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم کے لیے اُسکا پیدا کرنے والا ضروری ہے کہ تمام کائنات کی خلقت اُسی کیطرف منسوب ہی اور صنائع و بدائع حکمت تناسب ترتیب تالیف سے پورا پتہ ملجاتا ہے کہ دنیا کی پیدائش بخت و اتفاق سے نہین ہوئی اور نہ یہ لاشعور طبیعت کا نتیجہ ہے بلکہ ایسی کسی موجود

ذات کی قدرت کا نمونہ اور اثر ہے جو واجب الوجود ہے اور جبتک ایسی ذات
موجود نہو کوئی چیز وجود مین نہین آسکتی۔ پس دنیا مین ہزارہا چیزین جب
موجود ہین تو ثابت ہوا کہ اُنکا پیدا کرنے والا بھی ضرور موجود ہے جسنے اپنی
قدرت کاملہ سے سارے جہان کو پیدا کیا ہے۔

نیز اسلام کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ذات ہے جو
جمیع کمالات سے متصف اور جملہ قبیح امور سے منزّہ ہے جسم اور لوازم
جسم سے مبرّا ہے۔ عالم۔ قادر۔ حکیم۔ صادق۔ حی۔ قدیم ہے۔

دیگر مذاہب مین بعض تو اس عقیدے کو مانتے ہین اور بعض اختلاف
رکھتے ہین اِسطرح کہ کوئی تو خدا کو جسمانی صفتون سے متصف مانتا ہے
اور کوئی اُسکو چند فردون کا مجموعہ قرار دیتا ہے اور کوئی حلول[ع] کا قائل
ہے۔ ہر قول کی تردید کے لیے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے لہذا
ہم توحید کی دلیل پر اکتفا کرتے ہین جس سے دیگر اقوال خود ہی باطل
ہو جائینگے۔

دلیل نمبر ۱

خالق عالم کا قدیم بالذات اور واجب الوجود ہونا ضروری ہے ورنہ اُسکے
لیے دوسرا خالق ماننا پڑے گا اور قدیم بالذات اور واجب الوجود بالذات
ایک سے زائد ممکن نہین بلکہ عقلاً محال ہے۔ اِسلیے اگر معبود و خالق عالم
ایک سے زیادہ ہون تو لازم ہے کہ ہر ایک اُنمین سے ہر جہت سے کامل ہو اور
اس صورت مین ایک دوسرے کا تحت حکم ہو گا یا نہ ہو گا۔ پہلی صورت

[ع] کسی چیز کا کسی چیز مین سما جانا ۱۲

مین دوسرا (ماتحت) خدائی کے قابل نہ رہے گا کیونکہ دوسرے کا ماتحت ہونا
نقص اور عجز ہے۔
دوسری صورت مین پہلے کی قدرت عام نہوگی کیونکہ اسکو دوسرے پر قدرت
حاصل نہین ہے لہذا اب یہ خدائی کی قابلیت سے خارج ہو جائے گا۔
اور اگر دونون بمشورہ باہمی خلق و ایجاد کرین گے تو دونون مین ہر ایک دوسرے کا محتاج ہو جاے گا۔ اور دونون خدائی کے لائق نہ رہین گے۔ اور اگر
دونون کے لیے جدا جدا سلطنت و جہانداری فرض کیجاے تو ہم دریافت
کرین گے کہ ایک کے ارادے کو دوسرا روک سکتا ہے یا نہین اگر روک
سکتا ہے تو دوسرا مغلوب ٹھہرے گا (جسکا ارادہ روک دیا گیا) اور اگر نہین
روک سکتا تو پہلا عاجز ٹھہرے گا۔ اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونون مین
اختلاف کا مادہ نہین اور انمین سے کوئی دوسرے کی مخالفت کر ہی نہین
سکتا اور ایک جو کچھ کرتا ہے وہی دوسرا کرتا ہے تو دونون عاجز ٹھہرینگے
اور خدائی کے لائق کوئی نہ رہے گا۔
لہذا وہ کل مذاہب باطل ہوگئے جو ایک سے زائد خالق عالم تسلیم کرتے ہین
اور ثابت ہوا کہ خالق عالم ضرور قدیم بالذات واجب الوجود ہے جو وحدہٗ
لاشریک ہے۔

صفاتِ خدا کا بیان

(خدا کی صفات مقدسہ دو قسم کی ہین۔ ثبوتیہ اور سلبیہ)

صفات ثبوتیہ وہ صفتین ہین جنکے ساتھ خدا کی ذات کا موصوف ہونا لازم وضروری ہے اور اُنکی ضد کا اُسمین پایا جانا محال ہے اور یہ صفتین خدا کی عین ذات ہین -

اول علم - چونکہ بے علمی عیب اور نقص ہے اور خدا کی ذات کو ہر عیب سے بری ہونا لازم ہے لہذا مسلم ہوا کہ خدا **عالم** ہے - عالم کی ہر چیز خواہ ظاہر ہو یا مخفی - جزئی ہو یا کُلی خدا کا علم سب کو محیط ہے - اُسکے عالم ہونیکی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اُسنے ایسی چیزین خلق فرمائین جنکے عجائب وغرائب صنائع وبدائع مین تمام عالم حیران ہے مثل زمین وآسمان - انسان - حیوان - درخت - پہاڑ - دریا - رات - دن - چاند - سورج کے اور انمین جو صنعتین اور مضبوط حکمتین صرف کی ہین وہ بغیر علم کے وجود مین نہین آسکتین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ضرور عالم ہے -

جن چیزون کو لوگ آنکھ سے دیکھ کر معلوم کرتے ہین خدا کو بغیر آنکھ کے انکا علم حاصل ہے اِسی وجہ سے اُسکو **بصیر** کہتے ہین اور جن چیزون کا علم لوگون کو کان کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے خدا کو بغیر کان کے اُنکا علم ہے اور اِسی وجہ سے اُسکو **سمیع** کہتے ہین اور جن چیزون کو لوگ حواس کے ذریعہ سے جانتے ہین خدا کو بغیر حواس کے اُنکا علم ہے اور اس وجہ سے اُسکو **مدرک** کہتے ہین -

اور چونکہ خدا ہر چیز کی مصلحت اور اُسکے فائدے یا اُسکی مضرت اور مفسدہ کا علم رکھتا ہے اور مصلحت والی چیز کو ایجاد فرماتا ہے اور مفسدے والی چیز کی

ایجاد کو ترک کرتا ہے لہذا اس علم خاص کے لحاظ سے اُسکو مرید اور کارہ کہتے ہین اِس بنا پر ارادہ اور کراہت خدا کے علم کی ایک قسم ہے۔ اور بعضون نے مرید کے یہ معنی کہے ہین کہ وہ بندون سے نیک کام عمل مین آنا پسند کرتا ہے اور اُس سے راضی ہوتا ہے اور کارہ کے یہ معنی کہے ہین کہ وہ بندون سے نافرمانی اور بُرے کام وقوع مین آنا ناپسند کرتا ہے اور اُس سے ناراض ہوتا ہے لہذا یہ صفت علم کی صفت کے علاوہ ہوئی۔

دوسرے قدرت۔ چونکہ عاجزی نقص ہے اور نقص واجب الوجود کی شان کے خلاف ہے اِسلیے ثابت ہوا کہ خدا قادر و مختار ہے یعنی خدا نہ کسی کام کے کرنے مین مجبور ہے نہ نکرنے مین اور وہ ایسا نہین ہی جیسے آفتاب یا آگ جنکا کام چمکنا یا جلا دینا ہے اور اسکے خلاف اثر اُنکی ذات سے بغیر کسی دوسری قوت کے واقع نہین ہوسکتا۔ خدا اس تمام عالم کو ایک آن مین فنا کرسکتا ہے اور ایسے ایسے ہزار عالم نئے پیدا کرسکتا ہی البتہ جن چیزون مین خود ہی قابلیت نہین کہ کوئی قدرت اُنسے متعلق ہو وہ اُس حکم سے خارج ہونگے اور اسمین قدرت کا قصور نہین ان چیزونکی ذات کا قصور ہے اور مراد اس سے وہ چیزین ہین جو عقلاً محال ہین جس طرح دو نقیضون کا باہم جمع ہوجانا یا دونون کا برطرف ہوجانا مثلاً ایک شی ایک ہی وقت مین موجود بھی ہو اور معدوم بھی یا نہ موجود ہو نہ معدوم ہو۔ البتہ وہ چیزین جو انسانی طاقت سے بسبب عادت خارج ہین اور مطلق قدرت سے خارج نہین ہین اُنپر خدا کی قدرت ضرور شامل ہے جسطرح پانی کا پتھر

ہوجانا مٹی کا لکڑی بنجانا۔ درخت کا گویا ہونا۔ سنگریزے کا سونا ہوجانا
ایک ساعت مین ہزار کوس کی راہ طے کرنا اور یہی وہ چیزین ہین جنسے
معجزے کا تعلق ہوتا ہے۔ بعض نافہم محال عقلی اور محال عادی مین فرق
نہین کرتے اور معجزے کا انکار کردیتے ہین۔

باقی رہے وہ امور جو عقل کے نزدیک قبیح ہین یا اُنمین شر و فساد ہے
پس وہ سب خدا کی قدرت کے تحت مین ہین اور وہ قادر ہے کہ اُنھین
بجالائے لیکن چونکہ وہ حکیم ہے اور قبیح کا بجالانا اُسکی شان حکمت کے
خلاف ہے اسلیے عمل مین نہین لاتا بلکہ بوجہ مذکور خدائے حکیم سے اُنکا صدور
محال ہے۔ اور چونکہ خداوند عالم اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ جس
چیز مین چاہے گویائی پیدا کردے اور اُسمین سے ایسا کلام سُنا جاے
جو معانی مقصودہ پر دلالت کرے اِس قدرت کے سبب سے خدا کو متکلم کہتے ہین

تیسرے حیات۔ چونکہ علم و قدرت کے لیے حیات لازم ہے جبتک
کوئی زندہ نہو نہ عالم ہوسکتا ہے نہ قادر اور خدا کا عالم و قادر ہونا ثابت
ہو چکا لہذا ثابت ہوا کہ خدا حی اور زندہ ہے۔

چوتھے صدق۔ چونکہ جھوٹ بولنا قبیح ہے اور بُرے کام کا خدا سے صادر
ہونا محال ہے لہذا مسلم ہوا کہ وہ صادق (سچا) ہے۔

پانچوین قدم۔ چونکہ خدا واجب الوجود ہے اور اُسپر فنا و عدم جائز نہین
لہذا ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ عدم اور فنا سے محفوظ ہے وہ ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اُسکو ازلی اور ابدی اور سرمدی اور

باقی بھی کہتے ہین - اِن صفات کو صفات ثبوتیہ بھی کہتے ہین اور صفات حقیقیہ بھی اور یہی عین ذات ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ ذات ہی ذات ہر ذات کے سوا کچھ نہین ہے - مثلاً اُسکے علم کی یہ حالت نہین کہ ذات بغیر علم کے جُدا ہو اور اُسمین علم کا اضافہ ہوا ہو جسطرح آدمی ایک وقت جاہل ہوتا ہے پھر تعلیم پاکر عالم ہوجاتا ہے بلکہ اُسکی ذات جمیع کمالات کی جامع ہے اور علم و قدرت وغیرہ اُسکے لیے ہمیشہ ثابت ہین پس اُسی ذات کو بلحاظ علم کے جو اُسکی ذات سے کبھی جُدا نہین عالم کہتے ہین اور بلحاظ قدرت جو اُسکی ذات کو ہمیشہ حاصل ہے قادر - اور یہ سب تعبیرات ہین ورنہ وہان درحقیقت ذات ہی ذات ہی - جو ہر طرح کامل ہے -

صفات اضافیہ صفات ثبوتیہ کے علاوہ باری تعالے کی کچھ وہ صفتین ہین جو صفات ثبوتیہ سے پیدا ہوتی ہین اور انپر متفرع ہین جس طرح رحمٰن - رحیم معطی - واہب منعم - خالق - رازق اور ممیت ومحی وغیرہ کے اِن صفتون کا ہر وقت اور ہر آن خدا کی ذات مین پایا جانا ضروری نہین اسکے علاوہ ہر فعل نیک کے لحاظ سے ایک صفت خدا کی قرار دی جاسکتی ہی لیکن اگر اُسمین پہلو منقصت کا ہو یا قرآن و حدیث مین وارد نہو تو خدا کیطرف نسبت نہین دیسکتے - جسطرح عاقل - زکی - سخی یا ماکر مستہزی - اور اسماے الٰہیہ مین اُنھین نامون پر اقتصار کرنا چاہیے جو اُسکے لیے قرآن و حدیث مین وارد ہوگئے ہین اور اُنھین اسماے حسنیٰ کہتے ہین مگر اُن کی تعداد مین اختلاف ہی -

صفات سلبیہ وہ صفتین ہین جو خدا کی ذات کے لیے جائز نہین ہین
بلکہ محال ہین اور یہ وہ صفتین ہین جسمین خدا کے لیے نقص یا عجز یا عیب لازم
آتا ہے اِس بنا پر ثابت ہی کہ خدا مرکب نہین نہ ذہنی اجزا اُسکے لیے ہین
نہ خارجی۔ نہ وہ کسی اور مرکب کا جز ہے اِسلیے کہ ترکیب و ترکب کے لیے
احتیاج لازم ہے اور خدا کی ذات اِس سے بری ہے۔ خدائے تعالے جسم
بھی نہین ہے اِسلیے کہ جسم کے لیے حادث ہونا لازم ہے اور خدا قدیم ہی
اور جب جسم نہین تو جسمانی چیزین اور اجزائے جسمانی بھی اُسکے لیے نہین
ہوسکتے۔ خدائے تعالے جوہر یا عرض بھی نہین اِسلیے کہ یہ ممکنات کی قسمین
ہین اور وہ واجب الوجود ہے۔ خدائے تعالے کے لیے کوئی مکان بھی نہین
ہوسکتا ورنہ احتیاج لازم آئے گی اور نہ وہ زمان کا محتاج ہے نہ اُسکے لیے
جہت ہی نہ اُسمین کوئی چیز حلول کرسکتی ہے نہ وہ کسی چیز مین حلول کرسکتا
ہے نہ وہ کسی دوسری چیز سے مل کر ایک ہوسکتا ہے نہ وہ محل حوادث
ہے نہ اُسکے لیے جسمانی لذت یا الم ہے اور نہ جسم کے لوازم اُسکے لیے ہین۔
پس نہ اُسکے لیے حرکت ہی نہ سکون۔ نہ طول ہے نہ عرض۔ نہ ثقل ہے
نہ خفّت۔ نہ آجتک اُسے کسی نے آنکھ سے دیکھا ہے نہ دیکھنا اُسکا ممکن
ہے۔ نہ آخرت مین اُسے کوئی دیکھے گا بلکہ رویت اُسکی محال ہے اِسلیے کہ
آنکھ سے وہی چیز دیکھنے مین آتی ہے جو جسم ہو اور خدا جسم نہین لہذا وہ
ہرگز آنکھ سے نظر نہین آسکتا لا تدرکہ الابصار جو قرآن مجید مین ہے
اُس سے اِس مطلب کی پوری تائید ہوتی ہے۔ جو لوگ مدعی رویت ہین

وہ ردیت مجازی سے دھوکا کھا رہے ہین جس سے یقین کرنا یا کامل معرفت کا حاصل ہونا یا آثار قدرت یا نعمت کا ملاحظہ کرنا مراد ہو سکتا ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے
جس خدا کو مین نے دیکھ نہ لیا ہو اُسکی عبادت کسطرح کر سکتا ہون۔ یعنے جبتک اُسکی معرفت تامہ نہ حاصل کر لی ہو۔ اور چونکہ خدا واجب الوجود ہے اور واجب الوجود کو اپنے غیر سے مستغنی ہونا لازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ خدا کسی کا محتاج نہین نہ اپنی ذات کے متعلق نہ صفات کے متعلق اور نہ کسی حال مین اُسے احتیاج لاحق ہو سکتی ہے۔
غرض ہر عاقل جب فکر صحیح کے ساتھ غور کرے گا تو اسلام کے اس عقیدے کی حقیقت اور اُسکے خلاف کا بطلان اُسپر بخوبی واضح ہو جاے گا۔

بیان نبوت

اِسکے بعد اعتقاد نبوت ہے۔ ہدایت و نظام عالم کے لیے ایک ایسے انسان کا ہونا عقلاً ضروری ہے جو خدا کیطرف سے خاص طور پر حاکم و ہادی مقرر ہو کر آئے اور خلق تک خدا کے احکام پہونچائے اور بندونکو خدائی قانون کا جسکو شریعت کہتے ہین پابند بنائے اور ہر طرح قابل اطمینان ہو گناہوں سے معصوم ہو۔ تمام خلق سے فضل ہو۔ خدا کے اور اُسکے درمیان سوائے فرشتے کے کوئی اور واسطہ نہو۔
خواہ اُسکو کتاب عطا ہوئی ہو یا صحیفہ یا بذریعہ ملک اُسکے پاس احکام بھیجے

گئے ہون۔ خواہ وہ تمام عالم کے لیے بھیجا گیا ہو یا مخصوص مقامات کے لیے۔
بہرطور عقل حاکم ہے کہ جبتک ایسا شخص نہو گا تمدّن و انتظام نوع انسانی کا
درست نہو گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی مدنی الطبع ہے اور جب مختلف قسم
کے لوگ جمع ہونگے معاملات پیش آئینگے نزاع و فساد بھی ہو گا اور رفع نزاع
کیلیے ایسے حاکم کی بھی ضرورت ہو گی جو منصف و عادل ہو اور اُنمین باہم فیصلہ
فرمائے اور اُسکا فیصلہ خدا کی مرضی کے موافق ہو اور خدا نے بذریعہ وحی اُسکو
مطلع کیا ہو۔ اگر ایسا شخص نہو گا تو خلق کا انتظام سب خراب رہے گا۔ ایسے
ہی شخص کو ہم نبی کہتے ہین۔ لہذا ثابت ہوا کہ نبی کا بھیجنا عقلاً خدا پر واجب ہے۔
منصب نبوت وہبی (خدائی عطیہ) ہے اکتسابی نہین ہے کہ جو چاہے
ریاضت و مشق کر کے خود نبی ہو جائے بلکہ نبی کا خدا کیطرف سے منتخب اور
مقرر ہونا ضروری ہے۔ اور خدا جسکو مناسب سمجھتا ہے اس جلیل الشان
عہدے کے لیے منتخب فرماتا ہے بندون کا کام نہین ہے کہ وہ اپنے لیئے
کسی کو نبی بنالین اسلیے کہ اہل عالم چونکہ باطنی امور پر اطلاع حاصل نہین
کرسکتے لہذا اُنکا انتخاب قابل اعتبار نہو گا۔

نبوت ایک ریاست عامہ ہے دین اور دنیا دونون طرح کے کامون مین جو خدا
کیطرف سے کسی انسان کو دی گئی ہو جسمین خدا کے اور اُسکے درمیان مین
کسی اور انسان کا توسط اور کسی بشر کا درمیان نہو۔

نبی کے ہونے کیضرورت پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بندے اپنے معبود سے
بہت دوری رکھتے ہین پس لازم ہوا کہ درمیان مین ایک ایسا واسطہ ہو

جو صورت مین بشر ہو مگر تقدس و پاکیزگی مین درجۂ اعلیٰ رکھتا ہو تاکہ دوسری
جہت کے ذریعہ سے خدا سے مرتبط ہو اور احکام شرع اُدھر سے حاصل کرے
اور پہلی جہت کے ذریعہ سے بندون سے مرتبط ہو اور وہ احکام اُن تک
پہونچائے اور خدا اور بندون مین اُسکے سبب سے تعلق وارتباط مستحکم ہو جاوے
اور چونکہ یہ امر ضروری ہے اسلیے نبی کا ہونا بھی ضروری ہے۔

نبی کے فرائض اور نبوت کے فوائد

جو چیزین ایسی ہین کہ اُن کی اچھائی بُرائی عقل نہین سمجھ سکتی اُنکے
احکام تعلیم کرنا۔
جہان عقل اچھائی بُرائی سمجھ لیتی ہے وہان عقل کی تائید کرنا۔
جو چیزین مختلف اوقات مین اچھائی اور بُرائی دونون کے ساتھ موصوف
ہوتی ہین اُنکے مواقع بتانا مضر اور نافع چیزونکی تفصیل کرنا۔
نوع انسانی کی حفاظت کے لیے معاملات کے طریقے اور انتظام خانہ اور
انتظام شہر اور انتظام ملک کے قواعد تعلیم کرنا۔
اُمت کو اُنکی قابلیت کے موافق ترقی دینا۔
اُمّت کو نیک اخلاق کی تعلیم دینا اور بُرے اخلاق سے انھین بچانا اور بُرے کامونکے
لیے تعزیرات جاری کرنا۔
نیک کامون کا اُخروی ثواب اور بُرے کامون کا عقاب بیان کرنا۔
اِن تمام باتون کا مفصل قانون جاری کرنا۔ اور اسی کو شریعت بھی کہتے ہین۔

نبی کی صفات - لازم ہی کہ نبی تمام گناہوں سے معصوم ہو اور ہرگز کوئی گناہ عمل مین نہ لاتا ہو اور باوجود اپنے مختار ہونے کے کوئی بُرا کام اُس سے وقوع مین نہ آسکتا ہو اور معصوم ہونے کی **دلیل** یہ ہو کہ اگر نبی معصوم نہو تو جھوٹ بولنا اُنکے لیے ناممکن نہو گا - اور اس صورت مین اُنکے امر و نہی اور جملہ بیانات پر اطمینان نہ رہے گا - دوسرے یہ کہ نبی کی پیروی تمام باتون مین واجب ہو اگر اُس سے کوئی گناہ صادر ہونا ممکن ہو گا تو اُسمین بھی پیروی لازم ہو جائے گی حالانکہ گناہ کی مخالفت لازم ہے۔ تیسرے جو گناہ کر سکتا ہے فطرۃً دلون مین اُسکی وقعت نہین ہوتی اور بغیر وقعت کے نبوت کا فائدہ کچھ نہو گا -

پس نبی سے نہ کوئی گناہ کبیرہ واقع ہوتا ہے نہ صغیرہ - نہ جان کر نہ بھول کر نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد نہ رسالت کے کامون مین نہ اپنے ذاتی کامون مین قرآن یا حدیث مین اگر خلاف عصمت کسی بات کا ذکر آگیا ہے یا کسی گناہ کی نسبت کسی نبی کیطرف آگئی ہے تو وہ بطور حقیقت نہین ہے بلکہ بطور مجاز ہے اور بنا بر تاویل کے اُسکا مطلب کچھ اور ہے اور ایسی آیت یا حدیث کی تاویل لازم ہے -

یہ بھی لازم ہے کہ نبی تمام کمالات اور فضائل مین اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو علم - زہد - سخاوت - شجاعت - عفت - عبادت - اور جملہ نیک خصلتون مین اسلیے کہ نبی کی اطاعت اُن سب لوگون پر جنپر وہ مبعوث ہوا ہے ہر قول و فعل مین واجب ہے - پس اگر امت مین کوئی شخص کسی بات مین نبی سے بہتر ہو یا اُسکے برابر اور اُسپر نبی کی اطاعت واجب کیجائے تو ترجیح مرجوح یا ترجیح

بلا مرجح لازم آئے گی اور عقل اُسکو قبیح یا محال جانتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ نبی کا افضل ہونا ضروری ہے۔

خدا نے بکثرت انبیا بھیجے جنکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴) مشہور ہے انمین بعض نبی تھے اور بعض رسول۔ صاحب شریعت۔

بعض کو خواب مین احکام الہام کیے جاتے تھے۔

بعض فرشتے کی آواز سنتے تھے مشاہدہ نہ کرتے تھے بعض مشاہدہ بھی کرتے تھے۔

بعض انبیا کو فقط احکام پہونچائے۔

بعض کو صحیفے عطا ہوئے اور بعض کو کتاب۔

خدا کی کتابین چار ہین۔ ایک توریت جو حضرت موسی کو عطا ہوئی۔ دوسرے زبور جو حضرت داؤد کو دی گئی۔ تیسرے انجیل جو حضرت عیسے کو عنایت ہوئی چوتھے قرآن جو خاتم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ کو عطا ہوا۔

بعض انبیا خاص خاص مقام کے لیے بھیجے گئے اور بعض خاص ملک کے لیے۔ بعض محدود زمانے کے لیے اور بعض قیامت تک کے زمانے کے لیے۔

انمین چند نبی اولوالعزم ہوئے ہین وہ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسے۔ حضرت عیسٰی اور جناب خاتم الانبیا ہین۔

ہر نبی کی شریعت ایک محدود زمانے کے لیے قرار دی گئی مگر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کی شریعت تمام شریعتون سے اکمل و اتم ہے۔

اس شریعت نے سب پہلی شریعتون کے احکام منسوخ کردیے

شریعتین چھ ہوئی ہین سب سے پہلی شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی اور پانچ شریعتین پانچون انبیاے اولوالعزم علیہم السلام کی ہمارے پیغمبر کی شریعت نہ کسی خاص قریے کے ساتھ مخصوص تھی نہ کسی ملک کے ساتھ نہ کسی مدّت کے ساتھ بلکہ تمام عالم کے لیے اُسوقت سے قیامت تک کے لیے قرار دی گئی۔

اِس شریعت کا قانون ایسا مستحکم اور کامل بھیجا گیا جو ہر زمانے کی ضروریات کو پورا کر سکے۔

خدا نے انبیا کو بحسب ضرورت اُنکی نبوت کی تصدیق اور اُنکے دعوے کی سچائی کے لیے معجزے عنایت فرمائے تاکہ حجت خدا پوری ہو جاے پس نبی کی شناخت معجزے سے ہوتی ہے اور شک و شبہہ رفع ہو جاتا ہے۔

معجزہ۔ دعوے کر کے دعوے کے مطابق کسی ایسے کام کے ظاہر کرنیکو کہتے ہین کہ عادۃً ویسا کام کوئی نہ کر سکتا ہو جسطرح حضرت موسے کا عصا اژدہا ہو جاتا تھا۔ دریا اونکے لیے شگافتہ ہوا۔ حضرت عیسٰی مردے کو زندہ کرتے تھے۔ جناب محمد مصطفےٰ صلعم کو قرآن عطا ہوا کہ ویسے کلام پر کوئی قادر نہوا۔ علاوہ اِسکے ہزارہا معجزے انبیاء کو دیے گئے۔

واضح ہو کہ معجزہ اُنھین امور سے متعلق ہوتا ہے جو عادت کے لحاظ سے محال ہون اُن کامون سے متعلق نہین ہوتا جو عقلاً محال اور ناممکن ہین۔ اسلیے کہ محال عقلی کسی وقت اور کسی صورت سے وجود مین آ ہی نہین سکتا اُسمین موجود ہونے کی صلاحیت و قابلیت ہی نہین ہے۔

جادو۔ شعبدہ یا کوئی اور صنعت اگرچہ بعض لوگون کے نظر مین عادۃً ناممکن معلوم ہو لیکن جو اُس فن کے ماہر ہین وہ اُسکی حقیقت معلوم کرسکتے ہین اور اُسکے مثل خود بھی کرکے دکھا سکتے ہین اور اُسکو رد بھی کرسکتے ہین لیکن معجزہ وہی ہے جو تسلیم و تعلم سے حاصل نہو سکے اور سوائے صاحب معجزہ کے کوئی بھی اُسپر قادر نہو اور نہ اُسکا جواب مقابلے مین لا سکے۔

ایک فرق معجزے اور سحر مین یہ بھی ہے کہ جادو کا اثر آسمان تک نہین پہونچ سکتا اور معجزہ آسمانی چیزون مین اثر کرسکتا ہے۔ جادوگر اکثر علم و حکمت و شرافت اور نیک اطواری سے خالی اور عوام الناس کیطرح فضول ہوتا ہے اور صاحب معجزہ اسکے خلاف باوقار۔ صاحب علم نیک صفات۔ نیک کردار ہوتا ہے۔

پس جتنے معجزے ہوئے وہ ایسے ہی کامون مین ہوئے جو عادۃً تو محال تھے لیکن عقل کی رو سے محال نہ تھے بلکہ ممکن تھے۔ جو لوگ معجزے کا انکار کرتے ہین وہ اصل مطلب اچھی طرح نہین سمجھتے۔ اور محال عقلی اور محال عادی مین اُنھین فرق معلوم نہین ہوتا۔ نیز اُنھین قرآن کی اِس آیت نے دھوکا دیا کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور قائل ہوگئے کہ قانون قدرت کبھی بدل نہین سکتا۔ حالانکہ اُسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کی سنت کو کوئی دوسرا نہین بدل سکتا۔ نہ یہ کہ خدا خود بھی نہین بدل سکتا اگر ایسا ہو تو خدا کا مجبور ہونا لازم آجائے گا۔

اِس اُمت کے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف تمام انبیا سے افضل اور خاتم الانبیا ہین اب تا قیامت کوئی اور نبی نہو گا۔ جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔

حضرت کی نبوت اسیطرح ثابت ہی جسطرح اور انبیا کی نبوت ثابت کیجاتی ہے آپنے نبوت کا دعوے کیا معجزے دکھائے۔ پہلے انبیا نے آپکی بشارت دی معجزات آپکے کثیر ہین اور بشارتون سے کتابین مملو ہین اگران امور کی تفصیل لکھی جائے تو ایک دفتر عظیم درکار ہے سب سے بڑا معجزہ آپکا قرآن مجید ہے۔آپ ۱۷ ربیع الاول کو بروز جمعہ متولد ہوئے اور چالیس برس کے بعد ۲۷ رجب کو مبعوث برسالت ہوئے اور ترسٹھ برس کے سن مین ۲۸ صفر کو آپنے وفات پائی۔قریب وفات آپنے یہ بھی فرمایا انی تارك فیکما الثقلین کتاب الله وعترتی اهلبیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

نبی کے لیے شرط ہے کہ حلال زادہ ہون بُری صفتون اور نفرت انگیز بیماریون سے مبرّا ہون اُنکے آبا واجداد ذلیل نسب اور ذلیل پیشہ نہون اور مائین پاکدامن ہون خاتم الانبیا کے آبا واجداد بھی مسلم و موحد تھے اور آذر حضرت ابراہیم کا چچا تھا باپ نہ تھا۔محاورۂ عرب کے موافق اُسپر باپ کا اطلاق ہوا ہے

جن انبیا کے اسماے گرامی قرآن مجید مین مذکور ہین وہ یہ ہین۔حضرت آدم و نوح و ادریس و الیاس و ابراہیم و یعقوب و اسمعیل ذبیح و اسمعیل صادق الوعد و اسحاق و یوسف و ایوب و عزیر و یحیی و زکریا و صالح و ہود و لوط و

---

۵ یعنی مین تم مین دو بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک خدا کی کتاب اور دوسرے اپنے اہلبیت اگر تم ان دونون سے متمسک رہوگے اور دونون کے پیرو رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور یہ دونون آپس سے جدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون

ذو الکفل - الیسع و سلیمان و یونس و داؤد و شعیب و موسےٰ و ہارون و
عیسےٰ و محمد مصطفےٰ -
بعض انبیا کا ذکر قرآن مین ہے مگر نام مذکور نہین ہے جیسے جناب خضر
اور اکثر کا قصہ یا تذکرہ کچھ نہین ہے جیسے جناب جرجیس یا پیغمبر اصحاب یٰس

ذکر معاد

آخری عقیدہ اسلام کا اعتقاد معاد ہے یعنی بعد مرجانے کے خالق عالم
بروز قیامت تمام جن و انس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور حساب و کتاب کے
بعد اُنھین جزا اور سزا دے گا -
کسی کو نعیم جنت سے متنعم کرے گا اور کسی کو عذاب نار سے معذب فرمائیگا
اور مختصر دلیل حقیت معاد پر یہ ہے کہ خالق عالم نے مخلوقات کو عبث
نہین پیدا کیا - اِسلیے کہ لغو اور عبث فعل حکیم کی شان نہین -
معلوم ہوا کہ ضرور کسی غرض صحیح کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ غرض صحیح
ضرور ایسی ہوگی جس سے اُسکی ذات پاک کو کوئی فائدہ نہو اور وہ خود
اُس غرض کا محتاج نہو - اِسلیے کہ احتیاج خدا کی شان نہین پس بالضرور
وہ غرض مخلوق کی ہوگی -
اب وہ غرض یا دنیاوی ہوگی یا اُخروی - دنیا چونکہ فانی اور چند روزہ
ہے لہذا حکیم کے فعل کی غرض ایسی ناپائدار چیز نہین ہوسکتی -
پس ثابت ہوا کہ وہ غرض اُخروی ہے اور غرض اُخروی یہی ہے کہ

نعیم ابدی سے اُسے بہرہ یاب کیا جائے اور یہ نہین ہوسکتا مگر اسی طرح کہ بعد
موت اُسے پھر زندہ کیا جائے اور بہشت برین مین جو کہ جاے خلود و مقام
نعیم ابدی ہے اُسے ساکن کیا جاے اور جو اعمال خیر اُسنے دنیا مین کیے
ہین اُنکا ثواب اُسے وہان پورا پورا عطا کیا جاے۔
اور درصورت بد اعمالی اُسکو سزاے اُخروی کا مستحق قرار دیکر معذب کیا جائے
معاد کے باب مین جو شبہات کیے جاتے ہین وہ سراسر نافہمی ہے۔
مثلاً کہتے ہین کہ "معدوم کا اعادہ محال ہے۔ لہذا معاد باطل ہے" جس کا
جواب بعض اہل تحقیق نے یہ دیا ہے کہ معاد اعادہ معدوم نہین ہے بلکہ
موت سے جو اجزا متفرق ہوگئے ہین اُنکا دوبارہ فراہم کردینا اور پہلی
ہی صورت مین ترکیب دیکر پھر سے لے آنا مراد ہے اور یہ ہرگز محال نہین ہے۔
علاوہ اِسکے اعادۂ معدوم سے تو مطلب یہ ہے کہ جو چیز ایک زمانے مین
موجود تھی اور پھر اُسپر عدم طاری ہوا وہ بعینہٖ دوسرے زمانے مین اسطرح موجود
ہوجائے کہ دوسرا اور پہلا وجود ایک سمجھا جائے اور جو جو لوازم اور خصوصیات
پہلے وجود کے لیے تھے وہ سب کے سب دوسرے وجود کے لیے تسلیم کیے جائین
اور ان قیود کے ساتھ ہم بھی مانے لیتے ہین کہ اعادۂ معدوم محال ہے۔
لیکن معاد کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ نہین ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ جو جو دنیا
مین موجود ہوکر بحکم خدا مردہ اور فانی ہوگئے ہین اُنھین دوبارہ زندہ کیا
جاے گا اور ایک وجود مثل وجود سابق اُنھین دیا جاے گا۔ مگر پہلے
تمام لوازم و خصوصیات کا ساتھ ساتھ ہونا ضرور نہین اور اسمین کوئی استحالہ نہین

علاوہ اسکے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے پہلی مرتبہ عدم محض سے نکال کر وجود مرحمت کیا وہ ضرور اسپر قادر ہے کہ اس وجود کے بعد جو عدم طاری ہوا ہے اسکو دور کر کے پھر وجود عطا فرمائے۔

بعضے کہتے ہین کہ معاد کے عقیدے کی ضرورت نہین جزا اور سزا اسی دنیا مین ممکن ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ تناسخ کے قائل ہوگئے یعنی ایک روح ایک جسم کے بعد دوسرے جسم مین داخل ہوتی ہے اور پہلے جسم مین جو اچھائی یا برائی کی ہے اسکا بدلہ دوسرے جسم مین پالیتے ہین۔ یا یہ کہ دوسرے جسم مین پیدا ہونا ہی جزا یا سزا ہے۔ حالانکہ ہم بیان کر چکے کہ حکیم مطلق کی یہ شان نہین ہے کہ اپنے احکام کی پابندی کے ثواب مین اور اپنی نافرمانی کے عقاب مین جو جزا و سزا دے وہ فانی اور دنیوی ہو۔

اسلیے کہ دنیا جائے راحت نہین ہر شخص فقیر سے بادشاہ تک ہزار طرح کے فکر مین کرتا ہے کہ اسکو اس دنیا مین اطمینان و آسائش حاصل ہو لیکن اگر ایک طرف سے راحت ملتی ہے تو سو طرح کی زحمتین آموجود ہوتی ہین۔ حکیم مطلق کا انعام و عطیہ اسطرح کا ہو تو کچھ بھی نہین۔

علاوہ اسکے اگر اسکو دنیا ہی مین جزا اور سزا دینا ہو تو بعد کسی فعل کے فوراً ہی پہلے ہی جسم مین کیون نہ دیدے اور مرنے کا اور دوسرے جسم کا انتظار کیون ہو اور اگر یہ بات مان لی گئی ہے کہ عقاب و ثواب کے لیے دوسری زندگانی لازم ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ آخرت کی ابدی زندگانی سے انکار کر کے یہی ناپائدار دنیا گردش روح کے لیے تسلیم کیجائے۔

آخرت کے متعلق سوال منکر و نکیر۔ میزان عمل۔ صراط۔ حساب کتاب وغیرہ کا اجمالی اعتقاد کافی ہے۔ چونکہ قرآن و احادیث مین ذکران امور کا بتصریح آیا ہے اور عقل کے نزدیک یہ باتین ممکن بھی ہین لہذا سکے حق ہونے کا اعتقاد لازم ہے۔ اور رسول خدا اور ائمہ ہدے کا گنہگاران مومنین کی شفاعت کرنا بلکہ علماء و شیعیان علی کا شفیع ہونا اور اُنکی شفاعت کا قبول ہونا بھی حق ہے۔

بہشت و دوزخ اب موجود ہین اور پیدا ہوچکے ہین۔ بہشت مین طوبے کوثر۔ سلسبیل۔ حور و غلمان اور وہ نعمتین ہین جو کسی نے نہ دیکھی نہ سُنی نہ کسی دل مین گزرین۔ دوزخ مین حمیم غسلین ضریع۔ زقوم۔ اور ہر طرح کا عذاب ہی۔ موت سے قیامت تک کا زمانہ برزخ ہے۔ قبر مین منکر نکیر آتے ہین اور خالق اور دین و کتاب و قبلہ و پیغمبر و امام کے اعتقاد کا سوال کرتے ہین تفصیل کتب مبسوطہ مین ملاحظہ کرنا چاہیے۔

اس مجمل بیان پر نظر کرکے غور کیا جائے تو بخوبی واضح ہوجائے گا کہ اسلام کے عقائد بالکل صاف اور مطابق عقل ہین اور ہر عاقل جو کسی مذہب کا پابند ہونا چاہے گا وہ اسلام کے سوا کسی مذہب کو پسند نکریگا اور سمجھ لے گا کہ نجات کا راستہ اسلام مین منحصر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ باوجود اس بات کے کہ اسلام کے پھیلانے کی کوشش بہت کم کیجاتی ہی بلکہ گویا نہین کیجاتی لیکن پھر بھی شب و روز ہر ملک اور ہر اقلیم مین ہزارہا بندگان خدا اپنے اپنے مذہب چھوڑکر اسلام کی روحانیت پر اعتقاد لاکر

مسلمان ہوتے چلے جاتے ہین اور انشاء اللہ دمبدم اسلام کو ترقی ہوتی رہیگی اور کوئی وقت ایسا ہوگا کہ اسلام ہی اسلام نظر آنے لگیگا۔

اب ہم ایک ایسا امر دکھاتے ہین جسکی طرف نہایت متانت کی نگاہ کی ضرورت ہے اور علی الخصوص اُن لوگون کو اچھی طرح توجہ لازم ہے جو اسلام مین تازہ تازہ داخل ہوتے ہین۔

اور وہ یہ بات ہے کہ حقیقی اسلام اگرچہ ایک ہی مسلک اور ایک ہی راہ ہے جو صراط مستقیم اور خدا اور جنت تک ٹھیک پہونچانے والا ہے لیکن نفسانی خواہشون اور شیطانی وسوسون نے اسلام کو متعدد فرقون مین متفرق کردیا ہے جسکی خبر پیغمبر اسلام نے بھی اُمت کو سنادی ہے اور فرمادیا ہے سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلٰثَةٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَة ۔

کسقدر مقام حسرت وافسوس ہے کہ اسلام سے صاف اور پاک مذہب مین انسان داخل ہوکر بھی راہ راست تک نہ پہونچے۔

تازہ مسلمان چونکہ اسلام کے اندرونی اختلاف سے بیخبر ہوتے ہین جسکے ہاتھ پر اسلام لائے جو راہ اُسنے بتادی اور جس طریق کا وہ خود پابند ہوا اُسی کو یہ بھی حق جانتے اور حقیقی اسلام سمجھ لیتے ہین اور حقیقی صراط مستقیم سے اکثر محروم رہ جاتے ہین۔

ف یعنی قریب ہے کہ میری امت تہتّر فرقون مین متفرق ہوجائیگی جنمین سواے ایک کے سب جہنمی ہونگے۔

لہذا ضروری معلوم ہوا کہ ہم اس مطلب کو بھی واضح عبارت مین لکھین تاکہ آنکھون کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے اور راہ نجات صاف نظر آئے۔

امامت کا بیان

واضح ہو کہ امامت ریاست عامہ ہے تمام عالم پر امور دین و دنیا مین کسی ایک انسان کے لیے جو خدا کیطرف سے بہ نیابت نبی قرار دی گئی ہو۔
پیغمبر اسلام کی امت مین بڑا اختلاف بعد وفات پیغمبر جانشین و امام و وصی و خلیفہ کے باب مین ہوا۔ کسی نے کہا کہ پیغمبر ہدایت کی ضرورت کو پورا کر چکے خدا کے احکام پہونچا چکے خلیفہ مقرر ہونے کی ضرورت ہی نہین۔
بعضون نے ضرورت تو تسلیم کی لیکن یہ کہا کہ خلیفہ کا مقرر کرنا خدا اور رسول پر لازم نہین اور نہ اُنھون نے مقرر کیا بلکہ یہ کام اُمت کا ہے جسکو چاہین مشورہ اور کمیٹی کر کے اتفاق و اجماع سے رسول کا خلیفہ مقرر کرین۔
بعضون نے خلیفہ مقرر ہونے کے کچھ اور طریقے بھی تجویز کیے۔
مثلاً استخلاف یعنی ایک خلیفہ دوسرے کو اپنے بعد خلیفہ رسول بنا سکتا ہے۔ اور غلبہ و استیلا سے بھی منصب خلافت مل سکتا ہے۔ کہ جسکا قابو چلجائے اور حاکم بن بیٹھے وہ خلیفہ ہو سکتا ہے۔ الے غیر ذالک۔
مگر ایک فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول کی خلافت خدا و رسول ہی کیطرف سے ہو سکتی ہے اور جسکو خدا و رسول خلافت کے لیے منتخب کرین وہی خلیفہ رسول خدا ہو سکتا ہے امت کو اسمین کچھ اختیار نہین۔

جس گروہ نے خلافت کو منصوص ہونا خدا و رسول کیجانب سے ضروری سمجھا وہ شیعہ کہے جاتے ہین۔ اور جنھون نے نص کی ضرورت نہین سمجھی وہ کل فرقے اہل سُنّت وجماعت کہے جاتے ہین۔

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خدا کا دین اور اُسکی شریعت نبی کی حیات تک نبی کی حفاظت مین رہی اور چونکہ نبی بھی موت سے مستثنٰے نہین اسلیے نبی کے بعد ہمیشہ کے لیے کسی اور شخص کا ہونا شرع کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔

اور وہ حافظ شریعت اور جانشین نبی لازم ہے کہ مثل نبی کے تمام خلق سے علم و فضل و زہد و تقوے شجاعت و عبادت اور تمام صفات کمال مین افضل ہو کیونکہ اُسکی عام ریاست یونہین تسلیم کرنے کے قابل ہوسکتی ہے ورنہ وہی ترجیح مرجوح یا ترجیح بلا مرجح جو ہم نبی کے باب مین تحریر کرچکے ہین یہان بھی لازم آئے گی۔ اسی طرح اُسکو نبی کیطرح گناہون سے معصوم ہونا چاہیے تاکہ اُمور شریعت اور حفظ احکام مین اُسپر اعتبار و اعتماد پورا پورا ہوسکے۔

اور چونکہ عصمت اور باطنی طہارت و کمالات پر مخلوقات کو اطلاع نہین ہوسکتی اسی سبب سے ضرورت ہوئی کہ خلیفہ کا انتخاب بھی وہی کرے جسکا علم ظاہر و باطن دونون کو محیط ہے۔

لہٰذا اگرچہ سب کے سب اتفاق و اجماع بھی کرین تب بھی اُمت کا انتخاب قابل اطمینان نہوگا۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول کے بعد ابوبکر بن ابو قحافہ خلیفہ ہوئے اور
اور انکو خلافت اسطرح ملی کہ ادھر تو نبی کی وفات ہوئی اور علی بن ابی طالب غسل و
کفن مین مصروف ہوئے اُدھر موقع پاکر رسول کے غسل وکفن کو چھوڑکر اور خلافت
کے معاملے کو سب سے زیادہ ضروری جانکر بنی ساعدہ کے سقیفہ مین کچھ لوگون
نے کمیٹی کی۔ حجت وتکرار ہوئی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بعیت کر لی۔
اُنکے ساتھ اور بھی چند آدمیون نے بعیت کی یہان تک کہ ایک جماعت نے
اُنکو خلیفہ تسلیم کرلیا اور وہ خلیفہ ہوگئے۔ نہ اُنھین خدا نے خلیفہ رسول بنایا
تھا نہ رسول نے اُنھین اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس طریقہ
کی کیا ضرورت تھی۔ اِسی طریقے کو وہ لوگ اجماع سے تعبیر کرتے ہین۔
ابوبکر نے اپنے بعد کے لیے حضرت عمر بن خطّاب کو لائق سمجھکر خلیفہ تجویز کردیا
پھر اُنھون نے اپنے بعد کے لیے چند شخص منتخب کردیے کہ باہم مشورہ کرکے
جسکو مناسب سمجھین آپسمین سے ایک کو مقرر کرلین۔
چنانچہ اس بنا پر حضرت عثمان بن عفان جو ذوالنورین کہے جاتے ہین خلیفہ
ہوگئے۔ اُنھون نے کوئی انتظام اپنے بعد کا نہ کیا اور اُنھین ایسا موقع ہاتھ ہی
نہ آیا یا اُنسے فروگذاشت ہوگئی لہذا بمجبوری علی بن ابی طالب خلیفہ بنائے گئے۔
یہ چار رکن خلافت کے اُنکے نزدیک مسلم ہوگئے اِسکے بعد جب اُس حدیث
رسول پر نظر پڑی کہ میرے بعد بارہ خلیفہ قریش ہین سے ہونگے تو یہ سلسلہ
بڑھایا گیا اور معاویہ بن ابی سفیان اور یزید بن معاویہ جسنے خاندان رسالت
کو تباہ و برباد کردیا۔ کربلا کے میدان مین رسول کے نواسے کو بھوکا پیاسا

بہزار ظلم و ستم قتل کرا دیا خلیفۂ رسول سمجھے گئے اور اسطرح بارہ کا عدد پورا کر دیا گیا
فرقۂ شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول خدا نے اپنی جانشینی کے لیے بحکم خدا
علی ابن ابی طالبؑ کو منتخب فرمایا اور متعدد مقامات پر اپنی زندگی مین اس کا
اظہار کنایۃً و صراحۃً کر دیا۔

کبھی فرمایا علیٌّ منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی۔
یعنی علی کی نسبت مجھسے وہ ہے جو ہارون کو موسے سے تھی مگر فرق اتنا ہے
کہ نبوت ختم ہوگئی اور میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ یعنی اگر نبوت ہوتی تو علی کو ہوتی
کبھی فرمایا ھذا[1] اخی و وصیی۔
کبھی فرمایا لکل[2] نبی وصیٌّ و وارث وان علیا وصیی و وارثی۔
کبھی فرمایا حبہ[3] ایمانٌ و بغضہ کفر۔
کبھی فرمایا علی[4] مع الحق والحق مع علی یدور معہ حیثما دار۔
کبھی فرمایا علی[5] مع القران والقرانُ مع علیٍّ۔
اور مودۃ القربےٰ مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء و اختارنی

---

[1] یہ بھائی میرا ہے اور وصی میرا ہے۔
[2] ہر نبی کے لیے ایک وصی وارث ہوا ہی اور میرا وصی اور وارث علی ہے۔
[3] علی حق کے ساتھ ہین اور حق علی کے ساتھ جدھر علی جاتے ہین حق انکے ساتھ ساتھ رہتا ہی
[4] علی کی محبت ایمان ہی اور انکی دشمنی کفر ہے۔
[5] علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

نبیا وخیر ابن عمی وصیی وشد بہ عضدی کما شد عضد موسی باخیہ ہارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کان بعدی نبی لکان الذبوۃ لہ۔[۱]

یہاں تک کہ حجۃ الوداع سے مدینہ کیطرف مراجعت کرتے ہوئے جب مقام جحفہ (جو خم غدیر کے نام سے مشہور ہے) میں پہونچے دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ تیز ہو رہی تھی۔ بے سر و سامانی کا عالم تھا۔ لوگ رخصت ہو ہو کر مختلف راستوں کیطرف روانہ ہو رہے تھے حکم خدا پہونچا کہ اسوقت علیؑ کی خلافت کا اعلان کردو اور یہ آیۂ قرآنی نازل ہوا۔

[۲] یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۖ

خدا کا رسول اسی جگہ سواری سے اتر پڑا اور منادی کرادی کہ جانے والے ہر راستے سے واپس آئیں اور سب اکٹھا ہو جائیں۔

ببول کے کانٹے جلنے وہ میدان بھرا ہوا تھا صاف کیے گئے اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا۔ لوگ گوش برآواز جمع ہوئے۔ گرمی کی شدت کے سبب لوگ عبائیں اپنی زیر قدم ڈالے ہوئے تھے۔

---

[۱] خدا نے مجھے تمام انبیا پر برگزیدہ فرمایا اور مجھے نبی پسند فرمایا اور میرے ابن عم کو میرے لیے وصی منتخب کیا اور اُنسے میرے بازو کو اسطرح مضبوط کیا جسطرح موسے کے بازو کو ان کے بھائی ہارون سے مضبوط کیا تھا اور وہ (علی) میری خلیفہ اور وزیر ہیں۔ اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو نبوت علی ہی کے لیے ہوتی۔

[۲] اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کیطرف سے تمپر نازل کیا گیا ہو پہونچا دو۔ اگر تمنے ایسا نہ کیا تو تمنے اسکا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور خدا تمکو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

حضرت رسول علی بن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے منبر پر گئے ایک فصیح و بلیغ طولانی خطبہ پڑھنے کے بعد اپنی وفات حسرت آیات کی خبر دی تبلیغ رسالت اور احکام الٰہی پہونچانے کی گواہی طلب کی۔ پھر اپنے حاکم و اولے بتصرف و مولاے خلق ہونے کا اقرار لیا۔

اِس تمہید کے بعد صاف لفظون مین ارشاد فرمایا الا من کنت مولاہ فھذا علیٌّ مولاہ [لہ] اِسکے بعد دعا کی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ [عہ] اور جسطرح سلاطین کے یہان ولی عہد بناتے وقت مبارکباد ادا کیجاتی ہے حاضرین نے مبارکباد کی رسم ادا کی۔

سب سے زیادہ بشاشت کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب نے کہا بخٍ بخٍ لک یا ابن ابیطالب لقد اصبحت مولای و مولیٰ کل مومنٍ و مومنۃٍ۔

ایک خیمہ نصب تھا علی بن ابی طالب وہان تشریف فرما تھے وہان لوگ آتے تھے اور سلام تہنیت ادا کرتے جاتے تھے اور بحکم رسول خدا کہتے جاتے تھے السلام علیک یا امیرالمومنین۔

اسوجہ سے شیعہ کہتے ہین کہ خلیفۂ رسول علی بن ابی طالب ہین۔

اور بنا بر احادیث کثیرہ اور نصوص متعددہ کے جو فرمودۂ رسول ہین گیارہ

لہ آگاہ ہو جسکا مین مولے اور صاحب اختیار ہون پس یہ علی بھی اُسکے مولے اور صاحب اختیار ہے۔ عہ خداوندا جو علی کو دوست رکھے اُسکو تو بھی دوست رکھ اور جو انھین دشمن رکھے اُسے تو بھی دشمن رکھ۔ سہ اے مومنون کے امیر و سردار آپ پر سلام ہو۔

جانشین اولاد رسول مین سے بعد علیؑ کے ہین جن کی تصریح خود رسالتمآب نے بعض احادیث مین فرما دی ہے اور وہ یہ ہین ۔

حضرت امام حسنؑ امام دوم ۔ حضرت امام حسینؑ امام سوم ۔ یہ دونون رسولؐ خدا کے نواسے اور فاطمہ زہراؑ کے بیٹے اور علی بن ابی طالبؑ کے فرزند ہین ۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام امام چہارم ۔ حضرت محمد ابن علی باقر علوم جناب امام محمد باقر امام پنجم ۔ حضرت جعفر بن محمد صادق آل محمد امام ششم دکثرت تعلیم کی بہت سے آپکی طرف یہ مذہب منسوب ہے کہ مذہب جعفری کہا جاتا ہے ۔

حضرت امام موسے بن جعفر ملقب بہ کاظم امام ہفتم ۔ حضرت علی بن موسے ملقب بہ رضا امام ہشتم ۔ حضرت محمد بن علی ملقب بہ جواد و تقی امام نہم ۔ حضرت علی بن محمد ملقب بہ نقی امام دہم ۔ حضرت حسن بن علی ملقب بہ عسکری امام یازدہم ۔ حضرت قائم منتظر فرزند امام حسن عسکری ملقب بہ مہدی صاحب الزمان امام دوازدہم ۔

یہ سب امام اعدائے دین کے ظلم سے شہید ہوئے ۔ نو اماموں کی شہادت زہر ستم سے ہوئی اور جناب علی بن ابی طالب و جناب حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت تیغ بیدریغ سے ہوئی ۔ بارہوین امام موجود ہین خدا نے بمصلحت انکو پوشیدہ کر دیا ہے اور جب مصلحت خدا ہوگی ظہور فرمائین گے ۔

یہ سب امام مثل رسول کے گناہون سے معصوم اور تمام برائیون سے پاک اور بری ہین اور جو دلیل نبی کی عصمت ثابت کرتی ہے اسی دلیل سے امام کی عصمت بھی ثابت ہے ۔

کوئی زمانہ خدا کی حجت سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ نبی ہو یا امام اور ظاہر ہو
یا غائب۔
امام کی معرفت ہر شخص پر واجب ہی حدیث مین ہے من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتة جاھلیه۔
ائمہ طاہرین اہلبیت طیبین کی ولایت محبت ہر شخص پر واجب ہے آیۂ مودت
اُسپر شاہد ہے۔ اور ہر شخص کے ایمان کا جزو ہے۔ کوئی عمل اور عبادت
بغیر ولایت اہل بیت علیہم السلام قبول نہین اور نجات آخرت بھی اسی اعتقاد
پر موقوف ہے۔ پس جو شخص انکی امامت کا قائل نہین وہ ہرگز داخل جنت نہوگا
جناب رسول خدا اور یہ حضرات شفیع روز قیامت ہین۔ گناہگار مومنون کی
سفارش اور شفاعت کرکے بخشوائینگے اور بروز قیامت انھین کی
ولایت کا سوال کیا جائے گا۔
دختر رسول خدا صدیقہ کبرٰے سیدہ نساء عالمین جناب فاطمہ زہرا صلواة
اللہ علیہا بھی شفاعت کرینگی۔ یہ معظمہ بھی تمام گناہون سے معصوم ہین۔
رسول اللہ انکی تعظیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جسنے فاطمہ کو ایذا دی اسنے
مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا
دی وہ کافر ہے۔ وہ گیارہ معصومونکی والدہ ہین۔
بارھوین امام کی غیبت شیعہ و سُنی دونون کی حدیثون سے ثابت ہے۔

لہ یعنی جو شخص اپنے امام کی معرفت بغیر حاصل کیے ہوئے مرجاے تو وہ
جاہلیت و کفر کی موت مرے گا۔

سـ ۲۵۶ ہجری مین آپ کی ولادت ہوئی ۔ اُسوقت سے ابتک زندہ ہین۔ کچھ زمانے تک ظاہر رہے پھر خدا نے اُنھین پوشیدہ کر دیا مگر کچھ مخصوص آدمی حاضر خدمت ہوتے رہتے تھے بعد ازان اُنسے بھی مخفی کر دیا پہلے غیبت صغرے تھی پھر غیبت کبرے ہوگئی۔

ظہور کا کوئی زمانہ معین نہین بلکہ اسکا علم خدا کے ساتھ مخصوص ہے جب خدا کی مصلحت ہوگی ظہور فرمائین گے ۔ زمانہ غیبت مین اُن حضرت کا فیض اسطرح خلق تک پہونچتا ہے جسطرح زیر ابر سے آفتاب کا نور ۔ اُنھین کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہے اور اُنھین کے وجود کی بدولت زمین و آسمان قائم ہین۔

ظہور کی علامتین احادیث کثیرہ مین وارد ہین بعض علامتین وہ بھی ہین جو بہت قریب ظاہر ہونگی ۔ جب ظہور فرمائین گے تو تمام زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی اور ظلم و جور بالکل اُٹھ جائے گا اور اُس زمانے کو زمانہ رجعت کہتے ہین ۔ اگر رجعت کا تفصیلی حال لکھا جائے تو اُسکے لیے بہت بڑا دفتر درکار ہے خدا کو قادر مانکر حضرت کی طول عمر مین تعجب کرنا بالکل بے عقلی ہے اسلیے کہ عقل کے نزدیک محال نہین اور حدیث بجاے ایک کے سیکڑون موجود ہین اور ایسے آدمی بھی تاریخ سے ثابت ہین جنکی عمرین طولانی ہوئین اور بعضون کا ابتک موجود ہونا حدیث سے ثابت ہے مثلاً حضرت عیسلی اور حضرت الیاس و حضرت خضر بلکہ شیطان کا وجود ثابت ہے لہذا انکار کرنا محض تعصب اور نادانی ہے۔

بعض اہل سنت یہی وجہ سے کہتے ہین کہ آخر زمانے مین حضرت کی ولادت ہوگی حالانکہ اسپر کوئی معقول دلیل انکے پاس نہین بعض الفاظ سے شاید انکو دھوکا ہوا ہے

اسی طرح بعض حضرات آپکو حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد مین سمجھتے ہین اور اسمین بھی دھوکا ہوا ہے اسیلیے کہ آپکے والد بزرگوار کا نام امام حسن عسکری ہے جسکو انھون نے بظاہر حسن بن علی خیال کرلیا ہے۔

زمانۂ ظہور کے حالات نہایت دلچسپ ہین اور مومنین کی روحون کو تازہ کردیتے ہین مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے لہذا اسکا ذکر یہان ترک کیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہی حضرات اہل بیت رسول ہین یہی عترت ہین یہی رسول کے ذوی القربےٰ ہین۔ یہی وہ بزرگوار ہین جنکا نور اور رسول خدا کا نور ایک ہے اور ایک نور سے سب کی خلقت ہوئی۔ یہی آیۂ تطہیر مین مراد ہین اور یہی وارث رسول ہین۔ یہی حدیث سفینہ مین مقصود ہین۔ یہی ہین جنکا حکم حکم رسول اور نہی نہی رسول اور جنکی محبت محبت رسول اور عداوت عداوت رسول اور جنکی اطاعت اطاعت رسول اور مخالفت مخالفت رسول ہے حدیث ثقلین مین بھی یہی مراد ہین لہذا ہر شخص کو لازم ہے کہ انکا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے انکی پوری پوری اطاعت کرے۔ ہر قول ہر فعل مین وہی کرے جو انکا قول و فعل ہے۔ جو انکا تابع ہو اسکا ساتھ دے اور جو انکے خلاف ہو خواہ صحابی ہو یا تابعی اس سے برأت کرے اور الگ رہے۔ جو لوگ انکے فضائل کا سننا گوارا نہ کرین انکے اقوال چھوڑکر اورون کے اقوال پر عمل

اکرین انکے دشمنون اور انپر ظلم کرنے والون کو اپنا مقتدا جانین اور پھر کہین
کہ ہم اہل بیت کے دوست اور شیعہ ہین اُنکا دعوے قابل تسلیم نہین ہو سکتا
جن لوگون کو ان حضرات کے نام تک نہ معلوم ہون۔ اور ان کے مقابلے
مین ان حضرات کا ذکر تک نہ پسند کرتے ہون وہ کسطرح دوست سمجھے جا سکتے
ہین؟ دنیا مین سواے شیعہ امامیہ کے کوئی گروہ ایسا نہین ہے جو اپنی نماز
اپنے روزے مین اپنے حج و عمرے مین اپنے قیام و قعود مین اپنی زندگی اور
صحت و مرض مین اپنے معاملات مین اپنے امور دین مین اپنے امور دنیا
مین وہی کرنا چاہتے ہین جو آل رسول کی سیرت تھی۔ اُنھین کی حدیثون سے
تمسک کرتے ہین اور اُنھین کے ذریعے سے رسول خدا تک پہونچتے ہین اور
اُنھین کے اقوال و احادیث سے انکی کتابین مملو ہین۔ اُنکی خوشی مین خوش
ہین اُنکے غم مین غمگین۔ ان حضرات کے ایام ولادت کو عید قرار دیتے ہین
ایام وفات کو ایام عزا و مصیبت سمجھتے ہین۔ غلام اور فرمانبردار ہونیکا عملی
ثبوت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ خدا بھی اسی مین خوش ہو اور رسول بھی
ولایت اہل بیت کو ایمان کا رکن اعظم سمجھتے ہین جیسا کہ حضرت امام باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے۔ نماز۔ روزہ
زکوۃ۔ حج۔ اور ولایت اہل بیت۔ اور ولایت کی برابر کسی کی تاکید نہین
مگر لوگون نے چار چیزون کو تو اخذ کرلیا اور ولایت کو چھوڑ دیا۔ اور ایک
حدیث مین فرمایا ہے کہ آگاہ ہو اگر کوئی شخص قائم اللیل اور صائم النہار ہو
اور اپنا تمام مال صدقہ دے اور تمام عمر حج بجا لائے اور ولی خدا کی ولایت

کی معرفت اُسکو نہو اور تولا نہ رکھتا ہو کہ اُسکے تمام اعمال اُس ولی خدا کی ہدایت و دلالت
کے مطابق ہون تو اُسکا خدا پر کوئی حق نہو گا اور نہ وہ اہل ایمان مین شمار کیا جائیگا"
تتمہ - اہل بیت رسول خدا سے تولا رکھنا اور اُنکے دشمنون سے تبرا کرنا
ہر مومن پر لازم ہے -
تولا سے مراد اطاعت اور پیروی اور محبت و ارادت ہے اور **تبرا** سے
مراد بیزاری اور نفرت اور دست کشی و مخالفت ہین -
خدا و رسول و امام کے دشمنون پر لعنت کرنا عام طور پر یا کسی خاص دشمن پر
اُسکا نام لیکر سب جائز ہے - قرآن مجید مین خدا نے خود بھی جا بجا لعنت
فرمائی ہے اور لعنت کرنے والون کا مقام تعریف مین اپنے ذکر کے ساتھ ذکر
بھی کیا ہے اور فرمایا ہے یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون یعنی اُنپر خدا بھی
لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی اُنپر لعنت کرتے ہین -
لہٰذا ہر مسلم شخص پر لازم ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ خدا و رسول کا
مقرر کیا ہوا خلیفہ اطاعت و پیروی کے لائق ہے یا امت کا بنایا ہوا -
اور غور کرے کہ فریقین کی کتابون مین حضرت ابوبکر کے فضائل خدا و رسول
کی زبانی کسقدر اور کس حد تک ہین اور رسول کے علمی و اخلاقی کمالات اور
نفسانی و باطنی فضائل باعتراف علماے اسلام کس مین پائے جاتے ہین
اور کسمین نہین -
اور حدیث بنی سقیفہ اور دفن رسول کی حکایت دیکھکر اس بات کا اندازہ بھی
ضرور ہے کہ نبی کی عظمت کس کے دل مین زیادہ تھی - اور یہین سے روحانیت

انکا بھی فیصلہ واضح ہو جائے گا - اور اسی کے ساتھ اہل بیت رسول کے مراتب ومنازل پر بھی نظر ڈالے تو امید ہے کہ حق و باطل کا فرق ضرور ظاہر ہو جائیگا - جناب علیؑ بن ابی طالب کے فضائل مین ابن عباس نے حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ "جنت مین کوئی داخل نہو گا جبتک علی مرتضیٰ کی دی ہوئی سند داخلہ اسکے پاس نہو"

نیز فرمایا ہے "جو علیؑ کا دوست ہے میرا دوست ہے جو علیؑ کا دشمن ہے میرا دشمن ہے"
نیز فرمایا "اگر تمام خلق علیؑ کی محبت پر متفق ہو جاتی تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا"
علی کوثر کے ساقی ہین - علی رسول کے علم بردار ہین - علی شہر علم رسول کے دروازہ ہین - علی صراط کے حاکم ہین علی قسیم جنت ونار ہین - علی و نبی ایک نور سے ہین - علی و نبی ایک درخت سے ہین - علی نفس نبی ہین -

عدل کا بیان

حقیقی اسلام نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ چونکہ خالق عالم کی ذات کا تمام برائیون سے پاک و منزہ ہونا ضروری ہے لہذا لازم ہے کہ اسکے افعال بھی تمام عیبون سے پاک ہون - کیونکہ اگر اسکے افعال مین کوئی عیب فرض کیا جائے گا تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یا وہ عیب اسنے خود گوارا کر لیا ہے یا اسکے دفع کرنے پر اسکو قدرت نہین ہے - پہلی صورت مین اسکی ذات صفات کمال کی جامع نہو گی اور دوسری صورت مین اسکا عاجز ہونا لازم آئے گا - اسی وجہ سے شیعہ خدا کو عادل مانتے ہین اور عدل خدا کے اعتقاد کو اصول مذہب مین داخل جانتے ہین - جسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیک کام

اُس سے شرک نہین ہوتا اور کوئی بُرا کام وہ اختیار نہین کرتا یعنی اُسکے افعال بھی مشتمل ذات کے نقص و عیب سے بری ہین اور وہ کسی پر ظلم نہین کرتا - جو وعدہ کرتا ہے اُسکو پورا کرتا ہے - نیکون کو ثواب دیتا ہے گنہگارون پر عذاب نازل کرتا ہے یا اپنے تفضل و کرم سے اگر قابل عفو ہو عفو کرتا ہے -

مسئلۂ عدل اگرچہ بظاہر ایک مسئلہ معلوم ہوتا ہے لیکن اُسکے ضمن مین چونکہ بہت سے اختلافی مسئلے داخل ہین اسلیے مسئلۂ عدل عظیم الشان مسئلہ ہو گیا ہے پہلا اختلاف حُسن و قبح عقلی کا ہے - اشاعرہ اہل سنت کہتے ہین کہ کسی کام اور کسی چیز مین کوئی ذاتی اچھائی بُرائی نہین - جھوٹ - سچ - عدل - ظلم - وفا - بیوفائی - نکاح زنا عقل کے نزدیک سب برابر ہین - عقل کے نزدیک خدا کے لیے سجدہ کرنا اور شیطان کے لیے سجدہ کرنا یکسان ہے اور باہم کوئی فرق نہین ہان خدا نے جسکا حکم دیدیا وہ اچھا سمجھا جاے گا اور جسکو منع کردیا وہ بُرا سمجھا جاے گا -

شیعہ کہتے ہین کہ اشیا مین شریعت سے قطع نظر کرکے ذاتی اچھائی بُرائی بھی ہوتی ہے اور جو درحقیقت اچھا کام ہے اُسی کا خدا حکم کرتا ہے اور جو ذاتی طور پر بُرا ہے اُسی کو منع کرتا ہے - کسی جگہ عقل اُس اچھائی یا بُرائی کو سمجھ لیتی ہے اور کبھی عقل کی رسائی اُس تک نہین ہوتی مگر اتنا ضرور حکم کرتی ہے کہ یہین کوئی اچھائی یا بُرائی ضرور ہے -

پہلی صورت کی مثال کے لیے صدق و کذب اور عدل و ظلم کافی ہے

دیکھیے دنیا مین ہر ذی عقل صاحب ہوش خواہ وہ پابند مذہب ہو یا نہو جھوٹ
کو بالذات کبھی اچھا نہ کہے گا اور سچ کو بالذات کسی حال مین برا نہ کہے گا۔
علاوہ اسکے اگر حسن و قبیح کا مدار فقط حکم شرع پر ہو تو ہم دریافت کرین گے کہ
شرع کا اچھا ہونا اور اُسکی مخالفت کا بُرا ہونا کس طرح ثابت ہوگا اگر اسکو بھی
شرع سے ہی ثابت کیا جائے تو دور لازم آئے گا۔
اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے کہ خدا صدق کو حرام اور کذب کو واجب کردے یا محال
کام کی تکلیف دے یا مرجوح چیز کو ترجیح دیدے کسی جھوٹے شخص کو نبی
بنا کر بھیجدے اِسلیے کہ کسی چیز مین ذاتی برائی تو وہ تسلیم ہی نہین کرتے۔
دوسرا اختلاف۔ شیعہ قائل ہین کہ خدا جو کام کرتا ہے اُسکی کوئی غرض صحیح
ضرور ہوتی ہے اور اُسکا کوئی کام عبث اور فضول و بیکار بغیر کسی حکمت کے
نہین ہوتا۔ اُسنے زمین و آسمان چاند۔ سورج۔ دریا۔ صحرا۔ چرند۔ پرند
نباتات۔ حیوانات۔ طرح طرح کی دوائین قسم قسم کے جواہر و سنگ رنگ
رنگ کے پھول بوٹے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ کسی نہ کسی غرض کے لیے ہے
اور اسمین کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔ اسنے چونٹی اور مچھر کو بھی بیکار نہین
پیدا کیا اور کوئی کام بھی بغیر کسی نتیجہ اور غایت کے نہین کیا۔
دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خدا کے کامون کے لیے کوئی غرض و غایت نہین ہوتی
اگرچہ انجام مین کوئی نہ کوئی مصلحت نکل آئے۔ ان لوگون کے نزدیک
نہ انبیا کے بھیجنے مین خدا نے کسی غرض کو ملحوظ فرمایا ہے نہ کتابون کے نازل
کرنے مین نہ فرشتون کے بھیجنے مین گویا خدا کے کام کو ایک سفیہ کے کام کے مثل جانتے ہین

تیسرا اختلاف شیعہ قائل ہین کہ بندے جو کام کرتے ہین وہ اپنی قدرت اور اپنے ارادے و اختیار سے کرتے ہین۔ اچھا کام بھی وہ خود ہی کرتے ہین اور برا کام بھی۔ خداوند عالم کو بندون کے افعال مین کچھ دخل نہین البتہ بندون مین جو قدرت و اختیار ہے وہ سب خدا کا دیا ہوا ہے پس بندہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس قدرت سے خود کرتا ہے جو خدا کی دی ہوئی اسمین موجود ہے۔

اشاعرہ اہل سنت کہتے ہین کہ بندہ جو کام کرتا ہے اسکا فاعل مستقل وہ خود نہین ہے بلکہ اسکے افعال کا خالق خدا ہے پس ایمان یا کفر۔ خیر یا شر نماز روزہ ادا کرنا۔ بندون کو فائدہ پہونچانا۔ یا چوری اور زنا کرنا۔ بدکاری کرنا۔ ان مین سے کوئی فعل بندے کا نہین ہے بلکہ خدا نے ان مین پیدا کردیے ہین اور انسے صادر کرادیے ہین بندون کے اختیار مین کچھ نہین ہے اور وہ بالکل مجبور ہین ؎

اس قول کے بموجب امر و نہی۔ نبی اور قرآن اور جملہ احکام شرع سب بیکار ٹھہرتے ہین اور جزا و سزا اور تعریف و مذمت اور بہشت و دوزخ کا استحقاق سب باطل قرار پاتا ہے۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آدمی کے کام دو قسم کے ہوتے ہین ایک ایسے جسطرح کوٹھے سے اتر آنا۔ دوسرے ایسے جسطرح کوٹھے سے نیچے گر پڑنا۔ یا مثلاً ہاتھ کو لکھنے یا کسی کام کرنے کے وقت حرکت دینا۔ دوسرے ہاتھ مین رعشہ پیدا ہوجانا۔ پس جو شخص دونون قسمون مین فرق نہ کرے اور جو

دونون کو یکسان سمجھے وہ دیوانہ سمجھا جائے گا اور عقلا تو یہی کہین گے کہ پہلی
قسم کے کام اختیاری ہین اور بندہ اُنکو خود کرتا ہے اور دوسری قسم کے کام
اضطراری ہین جو بغیر اُسکے کیے ہوئے وقوع مین آئے ہین اور وہ خود
اُنمین مجبور ہے۔ پھر دونون قسم کے کامون مین اُسکو مجبور سمجھنا بدیہیات کا
انکار ہے۔ دیکھو بندہ ایک پاؤن بحالت قیام اُٹھا سکتا ہے اور اگر دونون
پاؤن اُٹھالینا چاہے تو اسمین مجبور ہے۔
خدا کا امر و نہی اور ثواب و عقاب پہلی قسم کے کامون سے متعلق ہو اگر بندہ
اُنمین بھی مجبور ہوتا تو خدا کیطرف سے اُنکے کرنے یا نہ کرنے کا حکم ظلم ہوتا اور
خدا کی شان ظلم سے بری ہے۔
چوتھا اختلاف۔ شیعہ معتقد ہین کہ لطف خدا پر واجب ہی اہلسنت
انکار کرتے ہین اور لطف سے مراد وہ فعل ہے جو بندے کو طاعت سے اور اُسکے
بجالانے سے قریب کردے اور گناہ سے دور کردے یا ترک گناہ مین آسانی
پیدا کردے۔
اور واجب سے مراد یہ ہو کہ اُسکا بجالانا موافق مصلحت لازم و ضروری ہے اور اسکا ترک قبیح ہو پس
خدا پر بندون کے ساتھ ایسا کام کرنا جن فرمانبرداری مین آسانی ہوا اور جو اُنہین اس
باب مین فقط مدد پہونچائین مجبور نہ کردین واجب ہے۔ اسی وجہ سے اگر
اُسکے شرائط موجود ہون انبیا کا بھیجنا اماموں کا مقرر کرنا۔ ثواب کا وعدہ
کرنا۔ عقاب سے ڈرانا خدا پر واجب ہی۔ مثلاً کوئی بادشاہ باغ لگانے کا
حکم ایک سپاہی کو ایسی جگہ دے جہان نہ کنوان ہو نہ زیادہ آبادی ہو پس

بادشاہ پر لازم ہوگا کہ وہان کنعان بنوا دے اور کام کرنے والے بھیجدے
یا اسکا سامان عطا کرے جس سے باغ لگانیمین اُس سپاہی کو آسانی ہو اور آمادہ ہوجاے
اگر بادشاہ ایسا نہ کرے تو اپنے مقصود کا خود بگاڑنے والا ہوگا لیکن
اشاعرہ اسکا انکار کرتے ہین اور لطف کو خدا پر واجب نہین جانتے۔

پانچوان اختلاف ۔ شیعہ قائل ہین کہ خدا کا اپنے بندون کو کامون کے
کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا لازم ہے اور وہ امر حسن ہی اور اسکو تکلیف کہتے
ہین اور اُسکے ضروری ہونے پر دلیل یہ ہے کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ خدا
بعض کامون سے راضی اور بعض سے ناراض ہوتا ہے بعض باتین اُسکو
پسند اور بعض ناپسند ہین اور جبتک وہ خود نفرمائے بندونکو اسکا علم نہین
ہوسکتا لہذا اپنی رضامندی اور ناراضی کا اظہار کرنا اور احکام کا صادر فرمانا
اور بندون کو مکلف کرنا لازم ہوا۔

اہل سنت تکلیف کو قبیح جانتے ہین اور خدا پر کسی چیز کا واجب و لازم ہونا
تسلیم نہین کرتے حالانکہ تکلیف نہ دینے مین خدا کی ذات پر قبیح لازم آتا ہے
اسلیے کہ بندون مین خدا نے شہوت اور غضب کی قوت خلق فرمائی ہے
اور تمام چیزون کی خوبی اور بدی پر پوری اطلاع انھین نہین ہے پس وہ خود
اگر بُری چیز کی بُرائی اور اچھی چیز کی اچھائی نہ بتلائے اور بُرائی سے بچنے
اور نیکی کے بجالانے کا حکم نہ دے تو وہ خود اسکو بُرائی مین ڈالنے والا
ہوجائیگا اور یہ بات عقل کے نزدیک قبیح ہے۔

مگر خدا اپنے بندون کو ناممکن کام کا حکم نہین فرماتا اور جو بات ہو نہ سکتی ہو اور

محال ہو اُسکی تکلیف نہین دیتا۔ دوسرا فرقہ اسکے بھی جائز ہونے کا قائل ہے

چھٹا اختلاف ۔ شیعون کا اعتقاد ہے کہ خدا کوئی ایسا کام جس مین کسیطرح کی واقعی بُرائی (عقلی قبح) ہے نہین کرتا اور کسی واجبی اور ضروری کام کو نہین چھوڑتا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خدا جو چاہے کرسکتا ہے یعنی بُرا کام بھی کرسکتا ہے اور جو کچھ وہ کرے وہی اچھا ہے۔

اس مقام پر اور بھی چند اختلاف بطور فہرست پیش کیے جاتے ہین

شیعہ اور سُنّی کے اختلافات مہمہ علاوہ اختلافات مذکورہ کے

اہلسنت کا عقیدہ	اہل تشیع کا عقیدہ
خدا کا کلام قرآن ہو یا غیر قرآن قدیم ہے اور بعض قرآن کی جلد اور غلاف کو بھی قدیم جانتے ہین اور کہتے ہین کلام خدا نہ امر ہے نہ نہی نہ خبر ہے نہ انشا نہ حرف ہے نہ آواز بلکہ حرفون مین جو ادا ہوا ہے اُسکے مطلب کا نام کلام ہے جسے وہ حضرات کلام نفسی کہتے ہین۔	کلام خدا حروف اور الفاظ کا مجموعہ ہے کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے جس چیز مین چاہتا ہے خلق فرماتا ہے اور خدا کا کلام حادث ہے اور قرآن حروف و الفاظ کے مجموعے کا نام ہے جو عالم مین موجود ہے اور جسکی ابتدا بسم اللہ سے ہے اور ختم اسکا سورۂ ناس ہے
خدا کی صفتین اُسکی ذات کے مغائر ہین جو ذات مین قائم ہوئی ہین۔	صفات خدا عین ذات الٰہی ہین۔

اہلسنت کا عقیدہ	اہل تشیع کا عقیدہ
خدا کا دیدار حق ہے بندونکی آنکھین خدا کو دیکھ سکتی ہین اور بروز قیامت مومنین اُسکی زیارت اور دیدار کا شرف حاصل کرین گے۔	خدا کسی کے دیکھنے مین نہین آسکتا اور اُسکا دیکھنا محال ہے اور جن اشیا کو کوئی آنکھ دیکھ سکتی ہے خدا اُن سب سے بالاتر اور منزّہ ہے اُسکو نہ دنیا مین کوئی دیکھ سکتا ہے نہ آخرت مین
گناہگار شخص نبی ہوسکتا ہے اور وہ سہواً گناہ بالاتفاق ہمیشہ کرسکتا ہے۔ اشاعرہ کہتے ہین کہ بعثت سے پہلے صغیرہ کبیرہ عمداً سہواً ہر قسم کا گناہ کرسکتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ علاوہ معجزات کے اور باتون مین گناہگار ہونا مضائقہ نہین۔	نبی اول عمر سے آخر عمر تک ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتا ہے نہ صغیرہ گناہ اُس سے صادر ہوتا ہے نہ کبیرہ نہ عمداً نہ سہواً نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد۔
جناب رسالتمآب کے والد حضرت عبداللہ اور دادا عبدالمطلب کو کافر جانتے ہین اور حضرت کے اور بھی اکثر اجداد کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہین	حضرت کے مان باپ اور کل آبا و اجداد مومن اور موحد تھے حضرت کی کسی پشت مین کوئی کافر نہین ہوا۔
نبی کے بعد خلیفہ کی عقلاً کوئی ضرورت نہین ہے	نبی کے بعد عقلاً امام اور خلیفہ کا ہونا جو حافظ شریعت ہو واجب ہے اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی

اہلسنت کا عقیدہ	اہل تشیع کا عقیدہ
نبی کے بعد خلیفہ مقرر کر لینا امت کا کام ہے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ مین فساد کا اندیشہ خیال کرتے ہین۔	رسول کا خلیفہ مقرر کرنا خدا کا کام ہے اور خدا پر واجب ہے کہ وہ خود رسول کا خلیفہ مقرر فرمائے اور جسکو اس منصب کے لائق سمجھے اُسکو منتخب کرے اور لازم ہے کہ وہ خلیفہ خدا اور رسول دونون کی طرف سے منصوص ہو۔
امام اور خلیفۂ رسول گناہگار بھی ہو سکتا ہے۔ فاسق اور ظالم ہونے سے منصب خلافت کی قابلیت نہین جا سکتی۔	امام اور خلیفہ اُسیطرح معصوم ہونا چاہیے جسطرح نبی معصوم ہوتا ہے۔ فاسق اور ظالم ہرگز خلیفہ نہین ہو سکتا۔
اِس اُمت مین کوئی معصوم نہین فقط رسول خدا بعض گناہون سے بعض اوقات مین معصوم ہین۔	اِس امت مین چودہ معصوم ہین ایک رسول خدا اور بارہ امام اور ایک رسول خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا۔
خلیفۂ رسول مجتہد ہوتا ہے	اجتہاد علما کا مرتبہ ہے۔ امام اور خلیفہ کا علم خدا کا دیا ہوا اور علم لدنی ہوتا ہے اجتہاد سے اُنکی شان ارفع ہے۔
امام اور خلیفہ اپنی رعیت سے پست مرتبہ ہو سکتا ہے اور علم و کمال اور مرتبہ و	امام بالضرور ایسا ہونا چاہیے جو مثل نبی کے تمام امت سے تمام فضائل

اہل تشیع کا عقیدہ	اہلسنت کا عقیدہ
وکمالات مین افضل واشرف ہو۔	وعزت مین اُمت اُس سے زیادہ ہوسکتی ہے۔
ایسا شخص ہرگز خلافت کے لائق نہین ہے۔	جو شخص کافر رہ چکا ہو وہ منصب خلافت پا سکتا ہے
حضرت ابوطالب مسلمان اور مومن تھے اور رسول خدا کے حامی وناصر تھے	حضرت علیؑ کے والد ابوطالب مسلمان نہ تھے۔

اِن امور کے ملاحظہ کے بعد ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی فرقون مین کونسا فرقہ از روے عقل راہ مستقیم پر ہے اور کونسی راہ اختیار کرنے کے لائق ہے۔ اِس سے زیادہ بیان کی ضرورت اِس مقام پر نہین ہے جسکو ضرورت ہو کتب مبسوطہ کیطرف رجوع کرے۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ توحید اور نبوت اور معاد کے صحیح اعتقاد سے انسان مسلم کہا جاتا ہے اور جب اسکے ساتھ عدل اور امامت کا بھی اقرار رکھتا ہو تو اُسوقت مومن کہا جاے گا۔

اسلام کے لیے علاوہ اعتقادات مذکورہ کے ضروریات اسلام کا اقرار بھی لازم ہے جنکا انکار باعث کفر ہو جاتا ہے منجملہ ضروریاتِ اسلام نماز پنجگانہ کا وجوب ہے غسل جنابت وحیض ونفاس کا وجوب ہے۔ نماز میت اور دفن وغسل کا وجوب ہے۔ زکواۃ وروزۂ ماہ رمضان کا وجوب ہے حج بیت اللہ

کا وجوب ہے۔ زنا و لواطہ اور شراب خواری کی حرمت ہے۔ کلب و خنزیر کے
گوشت کی حرمت ہے۔ ظلم کی حرمت ہے اور قتل مومن بظلم کی حرمت ہے۔ بیٹی
ماں بہن بھانجی بھتیجی۔ خالہ۔ پھوپھی کے ساتھ نکاح کی حرمت ہے عقوق
والدین کی حرمت ہے۔ ائمہ معصومین کی محبت و تعظیم ہے معراج جسمانی کا اقرار
ہے۔ الیٰ غیر ذلک۔

اسی طرح مومن ہونے کے لیے ضروریات مذہب کا اقرار ضروری ہے
جنکے انکار سے تشیع سے خروج ہو جاتا ہے۔ منجملہ اُنکے بارہ اماموں کی
امامت کا اقرار۔ اُنکے اعلم و افضل ہونے کا اقرار۔ اُنکی اطاعت واجب
ہونے کا اقرار ہے۔ متعہ کی حلت کا اعتقاد اور متعہ الحج کا اعتقاد ہے۔
دشمنان اہل بیت سے بیزاری ہے۔ قاتلان امام حسین علیہ السلام
اور جس جس نے ائمہ معصومین میں سے کسی سے جنگ کی اُس سے
بیزاری ہے۔ اذان میں "حیّ علےٰ خیر العمل" کہنا ہے۔ ائمہ کی عصمت کا
اعتقاد ہے اور نبی و امام کے لیے اجتہاد جائز نہونے کا اعتقاد ہے۔
اس بنا پر کہ علم اُنکا خداداد ہوتا ہے۔ الیٰ غیر ذلک۔

چند باتیں اسلام کا عقیدہ نہونے سے تعلق رکھتی ہیں اور چند باتیں ایمان کا
اعتقاد نہونے سے۔

اسلام کے اصول کا اعتقاد نہ ہونے سے انسان نجس ہے دوسرے
مسلمان سے اُسکا عقد صحیح نہیں تیسرے مسلمان کی میراث اُسکو نملے گی
چوتھے مسلمان غلام و کنیز اُسکی ملک میں نہ آسکے گا۔ پانچویں اُسکا غسل و

کفن نماز میت واجب نہ ہوگی۔ چھٹے اُسکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور
حلال نہ ہوگا۔ ساتوین حیوان کے جسم کا کوئی جزو جو اُسکے ہاتھ مین
مجہول الحال ہو میتہ ہوگا۔ اور ایمان کے اُصول کا اعتقاد نہونے سے
کوئی عبادت صحیح نہ ہوگی خمس و زکوۃ و فطرہ وغیرہ کا دینا اُسکو جائز
نہوگا۔ الی غیر ذلک۔

اُصول دین مین تقلید نہین ہے ہر شخص پر واجب ہو کہ دلیل کے
ساتھ اُصول دین کا اعتقاد حاصل کرے اور اسقدر کافی ہے کہ دل کو
اطمینان حاصل ہو جائے اور ایسی حالت بروقت بلوغ اُسمین موجود
ہونا چاہیے تاکہ وہ مسلمان یا مومن کہا جاسکے۔

تتمہ ارتداد کے بیان مین

اعتقادات اُصول اسلام اور ضروریات اسلام کا زبان سے انکار کردینا
یا دل مین اُسکے خلاف کا اعتقاد کرلینا یا جو چیزین شرعاً قابل احترام
ہین اُنکی توہین و تحقیر کرنا۔ یہ امور باعث ارتداد ہین یعنی ایسا کرنے والا
اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

مرتد کی دو قسمین ہین ایک وہ جو کفر کے بعد اسلام لایا تھا اور مسلمان جانے ہونے
کے بعد اُسنے ایسا عمل کیا تو یہ مرتد ملی ہوگا۔ اسکا حکم یہ ہے کہ توبہ کی اُس سے
خواہش کیجائے گی اور اگر وہ تین دن مین توبہ کرے گا تو توبہ اُسکی قبول
ہوگی ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ دوسرے عقد اُسکا ٹوٹ جائے گا لیکن

اگر عدہ کے زمانے مین توبہ کرے گا تو پھروہی زوجہ بغیر عقد جدید کے
اُسکی زوجہ ہوجائے گی۔ تیسرے اُسکا مال اُسکے تصرف سے نکال لیا
جائے گا اور مصارف ضروریہ تا زندگی دیے جائینگے باقی ماندہ
مسلمان وارثون کو ملجاوے گا اور اگر توبہ کرلے گا تو اُس کا مال پھر اُسکو
دیدیا جائے گا۔
دوسرا وہ شخص ہے جو اصل مین مسلمان تھا اور اپنی بدبختی سے کافر ہوگیا
اُسکو مرتد فطری کہتے ہین۔ مرتد فطری کے احکام یہ ہین۔ جسم اُسکا نجس
ہوجاے گا مثل اور کافرون کے۔ زوجہ اُسکی اُسپر حرام ہوجائے گی
اور عدہ وفات رکھکر دوسرا عقد کرسکے گی۔ تیسرے اُسکو امام یا نائب
امام قتل کردیگا اور اُسکا مال مجرد ارتداد حق ورثہ ہوجاے گا۔ چوتھے اُس کا
نکاح زن مسلمہ یا کافرہ کسی سے صحیح نہوگا۔ پانچوین وہ اپنی صغیر اولاد کا
ولی نہ رہے گا۔ اُسکا ذبیحہ میت ہوگا غسل و نماز اُسپر جائز نہوگی
اور مسلمان کے قبرستان مین دفن جائز نہوگا۔ اگر توبہ کرے تو اُسکی
توبہ قبول نہوگی لیکن انشاء اللہ اگر بصدق دل توبہ خالص کریگا تو آخرت
کے لیے ضرور قبول ہوجاے گی اور دنیا مین بھی اتنا فائدہ ہوگا کہ اگر
قتل سے محفوظ رہ گیا تو جسم اُسکا پاک ہوجائے گا۔ اور زوجہ سے دوبارہ
جدید عقد کرسکے گا اور مسلمانون کے احکام اُسپر جاری ہوجائینگے لیکن
مال مسترد نہوگا۔ ہان ورثہ اگر خود دیدین تو اختیار ہے۔ خداوند عالم تمام
مسلمانون کو ارتداد سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم رکھے۔

باسمہ سبحانہ

یہ رسالہ نہایت عمدہ اور خوشنما طریقے سے سلیس عبارت مین لکھا گیا ہے۔ عقائد حقہ کے ساتھ مطالب مفیدہ اور مضامین سدیدہ پر مشتمل ہے اور بتمامہا حقیر کی نظر سے گذرا ہے۔ مومنین کو چاہیے کہ اسے مطالعہ کرین اور اسکے مطالب سے مستفید ہون

نجم الحسن عفی عنہ بقلمہ

مندرجۂ ذیل کتب مطبع نور المطابع محلہ تھوئی ٹولہ لکھنؤ سے ملینگی

فہرست کلاں حسب الطلب روانہ ہوگی

مناہر الاسلام مصنفہ حجۃ الاسلام مولانا
المفتی السید محمد عباس صاحب قبلہ طاب ثراہ
قیمت ہر دو جلد عہ
شمع المجالس مصنفہ مولانا ممدوح صوف ۱۲/
تعلیقۂ انیقہ حاشیہ شرح لمعہ " ۵/
ید بیضا مصنفہ " ۴/
حاشیہ حمد اللہ از عبد الحق خیرآبادی ۸/
شرح مواقف بحاشیہ مولوی فضل حق
رامپوری عہ/
جواہر غالیہ ۱/
زبدۃ الاصول عہ/
دیوان حضرت امیر المومنین ع ۸/
اطباق الذہب ۸/
منار الہدے ۳/

قصۂ مجلسی ۱۲/
الکاظم۔ یعنی سوانح عمری حضرت امام
موسی کاظم علیہ السلام ۶/
تہذیب اسلام۔ اُردو ترجمہ حلیۃ المتقین
قسم اول بلحاظ کاغذ للعہ/
قسم دوم " ۳/
قسم سوم " ۶/
انحصار۔ مولفہ جناب مرزا عبد التقی صاحب
قزلباش مراد آبادی ۱۲/
جامع عباسی پنج بابی مصنفہ مولانا الشیخ
بہار الدین و مختار سرکار شریعتمدار السید محمد باقر
صاحب قبلہ ظلہم العالی ۱۲/
محاربۂ حق باطل جناب امیر اور خلفائے ثلاثہ
کے محاربات میں فرق دکھایا گیا ہے ۲/

Checked 1987

المشتہر
سید نور الحسن مالک مطبع نور المطابع۔ تھوئی ٹولہ متصل کوچہ شاہ جھنڈا۔ لکھنؤ